



U32344

1-12-67

Title - Darul Beeqj - o - Darul Saadqj

Author - Khattija Meer Darul; Muhtatiba Raja  
Nasir Singh Raj Bahadur.

Publisher - Sadana Press (Hyderabad).

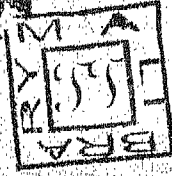
Date - Not Available.

Pages - 148

Subject - Khattija Meer Darul - Farbaingaat



# در دہائی در دہائی



مطبعہ  
رام بابو

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل  
صاحب دل فیض مین نادر فرد حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمہ کے  
رباعیات مین

جسکا منظوم ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موجود کامل عالیجناب  
معلی الانقاب راجہ گروہاری پرشاد دہلوی صاحب محبوب نواز دولت بہادر التخلیف بابائی  
صدر سرشتہ دار جمعیۃ باقاعدہ و بیقاعدہ و شرف باورچرخانہ و خانسانائی سرکار عالی  
:(فرمایا ہے):

مستطبع

۱۲۲۲ھ راجہ رنگھراج بہادر خلیف اکبر راجہ صاحب حرم و مغفور  
مطبعہ  
سردار پریس حویلی قدیم جہا آباد



^ 915001

3 PM3

(45 114)

*[Signature]*

CHL 2002

M.A.LIBRARY, A.M.U.



U32344

# در دِ بانی

# در دِ سانی

یہ ایک ایسا نادر مجموعہ ہے جس میں ہندوستان کے ولی کامل  
صاحبِ دل فیوضِ مین نادر و حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے  
رباعیات ہیں

جنکا منظوم ترجمہ علاوہ مضامین و رباعیات مصنفہ خود موجدِ کامل عالیجناب  
معلی الاقباب اچہ گردہاری پرشاد و منشی اچہ محبوب نواز دنت بہادر التخلیص باقی  
صدر سرشتہ و اجمیعت باقاعدہ و بیقاعدہ و شرف باد و چرخانہ و خانسامانی سرکار عالی  
— (نہایہ) —

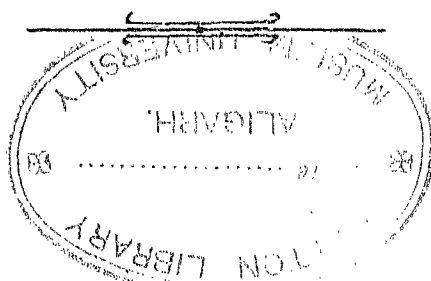
مستطبع

۱۲۶۱ھ راجہ رنگھو راج بہادر خلف اکبر راجہ صاحبِ حرم و مخدوم  
مستطبع  
سردار پریس حویلی قدیم جیڈ آباد



# فہرست مین در باقی و در دستاوی

نمبر	نام مصنف	تفصیل
۱	مصحف	۱
۱۱	سوانح عمری راجہ گروہاری پرشاد محبوب ناز دوت باقی	۲
۲۱	کلام عالیجناب باقی بیکٹھ باشی نظم و نثر در معرفت	۳
۴۹	رباعیات خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ مع ترجمہ منظومہ حضرت باقی مرحوم	۴
۱۲۸	رباعیات مصنفہ راجہ باقی بیکٹھ باشی۔	۵







شهباز راجه گروہاری پشاور محبوب نواز دہشت بھادوی



	<p style="text-align: center;">تمہید</p> <p style="text-align: center;">(+) - ( ) - ( )</p>	
<p style="text-align: center;">رباعی حضرت میر درد علیہ الرحمۃ</p>		
<p>در شکوہ نیتی ست کفران ست این خود را نشاختی چہ عرفان ست این</p>	<p>گرد عوی ہستی ست بہتان ست این اے حضرت انسان شیر خبام</p>	
<p>موت اور زبیت کا سوال نہایت نازک اور اہم ہے۔ اس کے سمجھنے سے اپنی ذات کی خبر ملتی ہے۔ اور اس خوشخبری کے حصول سے خیالات کی حالت بدل جاتی ہے۔ انسان کا دل ایک ایسا پلٹا کھاتا ہے کہ جس کے بعد پہر کوئی سوال حل طلب نہیں رہتا۔ اس مسئلہ کی لاپرواہی دنیا و مافیہا سے بیخبر رکھتی ہے۔ اور عذاب و ثواب خوف و خطر ادائی فرائض کی کوتاہی ایک نا فہمی کا موجب ہے۔ البتہ اس کے متعلق وہ دوسری روحانی حالت ضرور قابلِ تعظیم ہے جو انتہائی معراج کہی جاسکتی ہے اور جو شاذ و دلدادگانِ خدا کے نصیب ہوا کرتی ہے۔ ایک مرتبہ ہمارا جید مشرے جن کا نام دہرم بلج بھی تھا اور جن کا ذکر خیر مہاجراتِ مین جا بجا ملتا ہے یہ پوچھا گیا تھا کہ کونسی چیز دنیا میں عجیب و غریب ہے تو اس کیلئے زمانہ ہمارا جو نے یہ جواب دیا کہ انسان موت کے متعدد مسامحات دیکھتا ہے اور متاثر ہو کر سہی فراموش ہو جاتا ہے۔</p>		



یہی ایک عجیب بات ہے۔ اس سے بڑھکر کوئی انجوبہ نہیں، مگر ایسے شخص کی جس نے دنیا اور اس کے میدان کارزار میں قدم رکھا ہے بغیر اس سوال کے سوچے سمجھے آنکھیں نہیں کھلتیں کیا ونبوی امور کی ادائیگی اور کیا ونبی فرامض کی سربراہی بخیر اس نازک مسئلہ کی معلومات کے نامکمل انسان چاہے لاکھ ثابت کرے کی کوشش کرے کہ وہ اس دریا کا تیراک ہے اور ہزار طرح سے اپنی تحریر و تقریر یا ہر وہ جہد ظاہری سے ہمہ تلائے کہ اُس نے اس رمز کو پایا ہے جو منشا زندگی ہے۔ ہرگز غرضہ و راز تک اس راز کو پر وہ خفا میں نہیں رکھ سکتا۔ ہر ایسا کام جو انسانی راستی اور راست بازی و فراست سے میرا ہو ناپی ہو گا اور ہو گا اور نام و شہرت کی خواہش روڑے اٹکائے گی۔ اور آخر کار اس کا یہ انجام ہو گا کہ سنی لاحاصل ثابت ہوگی اور سب تدبیریں بے مود۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سیکڑوں کام آغاز ہوئے اور ہوتے رہتے ہیں اور شاندار طریق سے ان کا افتتاح ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آج اکثر ان میں سے نابالغ نام و نشان تک نہیں ملتا۔ ان کے وجوہ نیستی کی تحقیقات کیجائے تو صرف اسی ایک نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ نامکمل زندگی۔ خواہش نام و شہرت اور عدم موجودگی صداقت نے ایسے کاموں کو ملیا میٹ کر دیا اور آج وہ جامہ نیستی میں روپوش ہیں۔ امیر مویا غریب و انا ہوا تا دان جب تک اس بات کو اچھی طرح نہ سمجھ لے وہ کسی کام کے لائق نہیں رہتا نہ اس کا کوئی کام بار آور ہو سکتا ہے۔ صرف سمجھ لیتا یا کسی چیز کا ظاہری علم رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ عمل کرنا ظاہر و باطن میں صفائی اور یکپائی پیدا کرنا نہایت لازمی اور ضروری ہے۔ یہ ایک سلسلہ بات ہے کہ پاک اور اعلیٰ زندگی ہی دوسروں کی

فلاح کر سکتی ہے اور ایک مقدس عملی زندگی ہزاروں زندگیوں کو  
راہ راست پر لا سکتی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو خود نہ سنبھلے دوسروں کو  
کیا سنبھالے گا۔ جو خود نہ عمل کرے کسی اور سے کیا عمل کی توقع رکھ سکتا ہے  
جس دل میں خود و دوسروں پر وہ کسی اور کے درد کو کیا جلانے۔

ہر کسے ناصح برائی دیگران	ناصح خود یا قسم درجہان
درد بھل کو غیر کیا جانے	خالی جو کہ گھائل کبھی ہوا ہی تہو

کسی کو یہ کہنے کا ہرگز استحقاق نہیں ہے کہ دنیا ایسے شخصیتوں سے  
خالی ہے جو ان معاملات کے راز و ان کہے جاسکتے ہیں یا جنہوں  
نے اپنے فرائض زندگی کی تکمیل میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا بغیر  
اعمال نیک اور صفائی قلب بے غرضانہ خلق کی خدمت و شوار ہے  
اور اس کے لیے بزرگان دین کی صحبت یا معلم روحانی کی ضرورت  
ہے۔ قلب کی صفائی اور عملی زندگی کے بغیر و پنی اور دنیوی فرائض  
میں کوئی سرخرو نہ ہو سکا۔ نہ اہل دنیا نے ایسے شخص کی عزت کی۔ جس نے  
اس جگہ آنے جانے کے سلسلہ کو غور سے دیکھا کہ خود کو جانا اور پہچانا  
وہی کامل ہوا اور اسی نے دنیا میں ایسے کام کئے جو آج تک سیکڑوں  
ہزاروں برسوں کے بعد بھی بالکل ایسے ہی تازہ ہیں جیسے کہ اوائل میں  
تھے۔ اب تک ان کا نیک نام نہایت عزت و محبت سے لیا جاتا ہے  
جنہوں نے جیتی ہی خلق خدا کی بے مثل خدمت کی۔ اور مر نیکی بعد بھی

نادر تصانیف رہنمائی شاہیقین اور طالبین کے لئے چھوڑ گئے۔ وہ  
 بے شک زندہ رہیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے ان کا کلام  
 ان کی دائمی زندگی ہے اور ایسا پیش قیمتی خزانہ ہے کہ جو باوجود  
 کبھی نہیں گھٹتا اور نہ اس میں کوئی کمی ہوتی۔ ان کا بے نظیر کام  
 نصائح و تنبیہ کی صورت میں اب بھی ہر وقت دستگیری کرتا ہے۔  
 اور متلاشی دین و دنیا کو رہبری کا کام دیر ہا ہے۔ مبارک ہیں ایسے  
 بزرگ جنہوں نے احسان عام کیا ہے۔ اور مبارک ہے وہ قوم اور  
 سرزمین جہاں ایسے متبرک اور مبارک شخصین پیدا ہو کر اپنے وجود  
 مسعود کی غیر موجودگی کے باوجود دیگر ہزار ہا مخلوق خدا کے حق میں  
 کار آمد اور مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ صفائی باطن کے حاصل کرنے  
 میں کسی تخصیص کا دخل نہیں ہے نہ یہ کسی خاص مذہب و ملت کا  
 ورثہ ہے۔ قدرت سب کے لئے یکساں رحیم و کریم ہے۔ اُس کے میزان  
 عدل میں کبھی کسی کے ساتھ سختی یا رعایت بجا نہیں ہوتی اور نہ کوئی  
 متعسف یہ کہنے کا حجاز ہے کہ وہ مالک حقیقی کسی پر زیادہ رحم کرتا ہے  
 اور کسی پر کم۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ جو اس کی بے ریا اور بے غرضانہ  
 خدمت کرے وہ اس کا پیارا ہے۔ اور جو اس کی مخلوق اور بندہ  
 سے بے تعصب محبت اور الفت برادرانہ کا برتاؤ کرے وہی اس کا  
 لاؤ لاپ ہے۔ اس مسئلہ میں زیادہ طوالت دیکر میں اپنی محدود و ناچیز  
 معلومات سے تفصیل اوقات نہیں کرنا چاہتا۔ میرا مطلب اُن بندگان  
 خدا سے ہے جو عامل و کامل تھے اور خدمت خلق کی ادائیگی کے اہل  
 اور قابل ماننے گئے۔ چنانچہ ان میں سے میں دو کامل شخصیتوں کا ذکر

آپ کے روبرو کرنا چاہتا ہوں۔ جن کو یہ سعادت و ارین حاصل تھی  
 میری مراد اس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے ہے کہ جس نے  
 پر مغز تصانیف اور صفائی قلب کا نمونہ اس کتاب میں پیش ہو گا۔ اور  
 دوسرے بزرگ میر سے محترم و واجب التحظیم والدین گوارا را حہ  
 گرد و ہارسی پر شا و محبوب نواز و نت باقی جن کے مشاغل زندگی  
 کا اندازہ اسی کتاب سے ہو سکتا ہے۔ میں نے اس تہہ میں  
 جس مسئلہ کے عجوبہ کا ذکر کیا ہے وہ ایسے مقبول اور خدارسید  
 بزرگوں سے متعلق ہے کہ جن کا کلام اپنے صوفیانہ اور ستانہ  
 حالات کا اظہار کر رہا ہے اور محبت و خلوص سے پریشے والے  
 کے لئے بے ریا و بے تعصب ذخیرہ معلومات ہیا کر سکتا ہے۔  
 صاحب اول الذکر کا مختصر حال میں ناظرین کتب کی دلچسپی و معلومات  
 کے لئے کتاب تاریخ شعرا و مومنین و آبجیات مصنفہ محمد حسین صاحب  
 آزاد پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور سے اقتباس کرتا ہوا پیش کرتا ہوں  
 اور راقم کے واجب التحظیم والدین گوارا کے مختصر مگر ضروری  
 حالات زندگی بھی اسی کتاب میں مندرج کئے گئے ہیں۔  
 حضرت خواجہ میر درد و خواجہ محمد نامہ عند کیب کے فرزند تھے۔  
 ناکہ عند کیب ابھی تک مقبول عام و اہل دل حضرات کے لئے وحدہ  
 اور تصوف کا جام بنا ہوا ہے۔

خواجہ میر درد و میری بی بی سے تھے اور سلسلہ پیری و مریدی کے  
 باعث خاص وقت رکھتے تھے۔ بڑے صوفی نقش مشکوکل مستغنی  
 المزاج تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک دفعہ شاہ عالم کو سخت جواب دیا تھا۔

اور ان کے خفگی کی کوئی پروا نہ کی۔ آپ زبان اردو کے چار  
 رکون میں سے ایک سمجھے جاتے تھے۔ آپ کا اردو دیوان مختصر  
 ہے۔ اور آپ نے کبھی قصائد و مثنوی نہیں لکھی۔ آپ نے کئی  
 جینے تک مفتی دولت صاحب سے مثنوی شریف کا سبق حاصل  
 فرمایا تھا۔ آپ کا ایک مختصر دیوان فارسی ہی ہے۔ کم عمری سے  
 ہی تصنیف کا خدا و شوق تھا۔ (۱۵۰) پندرہ سال کے سن میں ایک  
 رسالہ اسرار الصلوٰۃ تحریر فرمایا۔ (۲۹) اسی سال کی عمر میں  
 وراثت و رونامی ایک رسالہ اور لکھا اور اس کی شرح میں علم الکتاب  
 ایک بڑا نسخہ تحریر فرمایا جس میں ایک سو گیارہ رسالے ہیں اور  
 ان میں نالہ ورو۔ آہ سرو۔ ورد دل۔ سوز دل۔ شمع محفل۔ واقعات  
 و حرمت غنا وغیرہ وغیرہ شریک ہیں۔ آپ کے کلام میں فی الواقع  
 درد ہے۔ آپ کو علم موسیقی میں بے حد ملکہ تھا۔ اکثر اس فن کے  
 کامل عقیدہ بغرض معلومات حاضر ہوتے تھے۔ آپ کے مشاغل  
 نہایت پاکیزہ و مبارک تھے۔ آپ غضب کے متحمل مزاج تھے۔  
 سرتقی سودا اور خاجانان مظہر آپ کے ہم عصر تھے۔ آپ کے  
 شاگردوں میں قیام الدین قائم خاں استاد تھے۔ اور ہدایت اللہ خان  
 ہدایت اور ثناء اللہ خان فراخی علاوہ دیگر کثیر شاگردوں کے  
 قابل ذکر ہیں۔ آپ کا اردو کلام بھی پُر مغز اور بامعنی ہوتا تھا۔ چنانچہ  
 آپ فرماتے ہیں۔

بندہ گرائے سامنی تو ہی خدا کو کہیں

بیگانہ نظر ہے تو آشنا کو دیکھ

آپ کا اسی مضمون کا فارسی شعر بھی ملاحظہ طلب ہے۔

بکہ در چشم و دلم بر خط ای یارم قلمی	ہر کہ آید در نظر از دور پندارم قلمی
-------------------------------------	-------------------------------------

خواجہ صاحب تباریچ ۲۴ صفر یوم جمعہ ۱۱۹۹ھ (۶۸) برس کی عمر میں بقیام دہلی رہنکار اسے عالم جاودانی ہوئے۔ کسی عقیدت مند مرید نے آپ کے وفات کی یہ تاریخ بھی ہے۔  
حج حیف دنیا سے سدھارا وہ خدا کا محبوب۔

۱۱۹۹

ہر کام یا ارادہ کی تحریک کا کوئی خاص سبب ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے طبع کرنے کا شوق اس وجہ سے ہوا کہ میں نے حضرت والد مرحوم کی ایک قلمی کتاب کتب خانہ میں دیکھی جس میں خواجہ صاحب کی رباعیات فارسی کا والد مرحوم نے اردو میں ترجمہ فرمایا ہے۔ اسی کتاب میں والد متوفی کے مصنفہ فارسی رباعیات اور بعض پرغز مضمنا میں دیکھے اور دو تین مرتبہ بغور پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے دیکھنے سے میرے دل پر ہر وقت ایک نیا اثر ہوتا تھا اور میں نے یہ ٹھان لی کہ پھر ایک دورہ کر کے اس کو طبع کراؤں مگر دنیا ڈھکی کارڈ کی مسلسل مصروفیت نے عرصہ تک اس خیال کو پورا نہ ہونے دیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب خلاف توقع حال ہی میں میرے اہلخانہ کا تباریچ ۱۱ صفر ۱۲۰۰ھ بروز شنبہ عشر غلات سے ہر وقت انتقال ہو گیا تو مجھے بجائے نشاۃ اتم بننے اور احباب کے دلگداز

تغزیت آمیز فقرے سننے کے یہ مناسب معلوم ہوا کہ میں سابقہ خیال  
 کی تکمیل میں وقت کا بجا صرف کروں۔ خدا نے مجھ میں صبر و شکر کی توفیق  
 دی ہے اور میں رنج و راحت سے متاثر ہونا فہم کا قصور سمجھتا ہوں۔  
 اس لئے اپنے تصنیف کی تکمیل میں روزانہ تاخیر کا تین چار گھنٹہ وقف  
 کر دئے اور میرا وقت ان کلاموں کے دیکھنے اور جمع کرنے میں بہت  
 اچھا گذرا۔ مجھے ہندی فارسی اور اردو شاعری سے بہت دلچسپی ہے  
 اور میں خصوصاً صوفیانہ کلام کا ہمیشہ شائق رہا ہوں۔ میرا ناقص  
 خیال ہے کہ ایک کامل اور صاحبِ دل شاعر کی تصنیف چاہے کئی زبان  
 میں ہو نہایت دلکش اور موثر ہوتی ہے اور اس کی خوبی نفاست، لطافت  
 کا اندازہ اور اس کی بلند خیالی اور اعلیٰ مضامین کا توازن اور  
 وہی شخص پاسکتا ہے جو اس زبان کا ماہر ہو۔ اور اس کے  
 مذاق فہم کے موافق شاعر کے خیالات کا مقصد واضح ہو سکے۔  
 اس کتاب میں سب سے پہلے والد مرحوم کی سوانح عمری اور اسکے  
 بعد وہ تحریر ہدیہ ناظرین ہوئی جو والد مرحوم کی جدت طبع اور زور  
 قلم کا نمونہ ہے۔ اور جس سے حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی  
 تصنیف کا معائنہ اور اس کے نسبت پرورد خیالات کا اظہار  
 فرمایا گیا ہے۔ والد مرحوم اکثر فارسی کلام فرمایا کرتے تھے اور  
 اس کے فاضل بھی تھے۔ اردو بیت کم کہتے تھے اور وہ بھی محض  
 مذاق طبع اور خاص احباب کی خاطر۔ چنانچہ خواجہ صاحب کی مصنف  
 علم الکتاب کو دیکھنے کے بعد آپ نے صوفیانہ کلام ہونے کی  
 وجہ رباغیات میں ترجمہ فرمایا ہے جو حجتہ پیش کیا جاتا ہے۔ امین

ناظرین صرف مضامین اور مطالب کی خوبی پر نظر رکھیں۔ محاورات و بندش و غیرہ پر نہیں۔ کیونکہ یہ زبان اُن کے لیے اُس وقت مروجہ نہ تھی۔ آپ نے اس کتاب کی جو تاریخ ختم رباعیات پر فرمائی ہے اُس میں اس طرح ذکر فرماتے ہیں۔ ۵

انکی جو رباعیات فارس میں تھیں اردو میں کیا گو کہ نہ تھی مشرقی البتہ اسکے بعد جو فارسی رباعیات خود کی مصنف ہیں وہ ضرور نظر ثنی و شوق ملاحظہ فرمائیں حضرت خواجہ صاحب کا کلام نہایت واضح اور عام فہم ہے اور اسکے دیکھنے سے اس بات کا پورا علم ہوتا ہے کہ آپ کس پایہ کے مصنف و جرگہ تھے۔ آپ کا کلام باموقع و محل ہوتا ہے اور اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ اگرچہ اندون فارس کا رواج بمقابلہ سابق بہت کم ہو گیا ہے تاہم ابھی وہ زمانہ بہت دور ہے۔ جبکہ قدردانان کلام فارسی نہیں یا فارسی کلام نظروں سے غائب ہو جائے۔ میں نے اس وجہ سے اس تصنیف کے طبع کرانے کی خاص جرات کی ہے

۱ علی حضرت حضور پر نور بندگان عالی متعالی علیہم السلام  
کہ ہمارے بادشاہ دیباہ  
ہزار کا اللہ ہر ہائیس نواب میر عثمان علیخان بہادر خود کوکن دام اللہ وولہ  
عثمانیہ یونیورسٹی کے قیام اور سرپرستی سے علوم شرقیہ کے جسم  
تازہ جان وادبی ہے اور خود قادر و حامی کلام فارسی میں اور والی  
ملک معانی نیز امرائے ملک میں فاضل اجل عالیجناب راجایان باجہ  
جہا راجہ سرکشن پرشا ویدین السلطنہ بہادر سابق مدار المہام شیکار سرکار عالی  
جیسے خوش قسمتی سے قدردانان اور واقفان حضرت باقی مرحوم میں



موجود ہیں جن سے فارسی۔ اردو اور ہندی شاعری کو بجا ناز ہے۔

علاوہ ازیں بعض ایسے معزز اور قدیم عنایت فرما اصحاب موجود ہیں جو سابق کلام فارسی میں اور جن کو اب تک اس ناچیز کے والد متوفی کے کلام اور ان کی خوبیوں کی یاد تازہ ہے۔

مجھے کتب مصنفہ خواہ میر درد و حالات وغیرہ کی فراہم کرنے اور اس کتاب کے متعلق قیمتی مشورہ دینے میں میرے والد کے قابل دست عالم باعمل عالیجناب مولانا مولوی عبد الجبار خان صاحب صفی شیرظم محکمہ صدر المہامی صرف خاص مبارک نے بیجا امداد فرمائی و نیز جناب مہمنت راؤ صاحب تنم ہا تک راؤ صاحب جاگیر دار نے نہ صرف وقتاً فوقتاً زحمت دہی کو قبول فرمایا بلکہ اس کے متعلق پرتجزہ مشورہ دیکر علم و سلیقہ کا ثبوت دیا۔ میں اصحاب موصوف الصدور کا دل سے مشکور ہوں۔ میری یہ اسناد عالیجناب ہوگی کہ محبت میں کوئی سہولت یا سہو نظری ہوگی تو براہ کرم اصلاح فرما کر مجھے مشکور فرمایا جائے۔

میں اپنے اس تہیدی مضمون کو ختم کرتا ہوا مستثنیٰ ہوں کہ معزز ناظرین کی تفریح طبع اور علمی شوق پورا کرنے کے لیے یہ کتاب مفید ثابت ہو اور میری یہ ناچیز خدمت کسی حد تک مقبول ہو کر رہے۔ فقط

خادم ملک

نرسنگہ راج

# مختصر سوانح عمری النجار راجہ محبوب نواز و نیت حم باقی

## حالات ابتدائی و خاندانی

ہے سیکھ دیر میں نام باقی  
عالی نہ سنے گا سمجھی نام باقی

ساتی نہ ہی مگر ہے جام باقی  
زندہ جاوید ہے کلام باقی

راجہ گردہاری پرشاہی راجہ محبوب نواز و نیت المتخلصین باقی تباریخ  
غزوہ رجب ۱۲۴۷ھ ہجری بمقام حیدر آباد و کن تولد ہوئے۔ آپ رائے  
نہرہری پرشاہ صاحب کے فرزند اکبر تھے۔ آپ نے حالات خاندانی  
اور خدمات کا مختصر تذکرہ اسی کتاب میں فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں حیات  
باقی منظوم مصنفہ رائے دوادر کا پرشاہ صاحب افقی میں آپ ہی کے حالات  
تذکرہ ہے۔ اس لیے بیان تحریر کرنا غیر ضروری سمجھا گیا۔ آپ کے جد اعلیٰ  
رائے دولت رائے بیک شاہی حضرت نواب آصفیہ نظام الملک کے  
ہمراہ اورنگ آباد آئے اور تاقیام شاہی وہیں رہ کر پھر حیدر آباد تشریف  
لائے۔ آپ کے جد رائے راجا رام صاحب ستونی ۱۱۹۷ھ میں  
محلہ صینی علم میں مکان خرید کر کے تعمیر عمارت ذاتی کی بنا ڈالی تھی۔ آپ کے  
خاندان میں سب صاحب خطابات اور مناصب تھے۔ اور علم شاہی  
اور تصوف کا مذاق وراثتاً چلا آ رہا تھا۔ آپ کے والد رائے نہرہری صاحب  
علم سنکرت میں اتنا کافی اور معقول و غل رکھتے تھے کہ بہولت و آسانی  
کفتگو فرما سکتے تھے۔ عالم ہی نہ تھے بلکہ عامل بھی تھے۔ آپ کے والد  
راجہ نہرہری پرشاہی نے معروف دستند کتاب سنکرت جو یوگ و ششٹ

(جو معرفت میں بیطیر کتاب ہے) نظم ہندی میں ترجمہ فرمایا تھا۔ اور  
 پندتان بنارس سے تحقیق اور تصدیق کے بعد بعض آٹھ دس ہزار  
 روپیہ یہ کتاب عام میں مفت تقسیم کرائی گئی تھی بلکہ آنریری پرشاد مرحوم  
 تصانیف سے زہری مال مجموعہ بچن بائے متعدد زہری گیان ایشیں  
 وغیرہ میں صاحب مدوح نے انتقال کے پندرہ سال قبل گوشتہ نشینی  
 اختیار کر لی تھی۔ اور عمل شغل روحانی میں بالکل مصروف رہتے تھے۔  
 اور اپنے فرزند اکبر راجہ گردھاری پرشاد کو جلد کاروبار سرکاری اور  
 خانگی تفویض فرما کر بے فکری حاصل کی اور بقیہ عمر یاد ابھی میں گزاری  
 آپ کا انتقال تاریخ ۴ صفر ۱۲۹۷ھ ہوا۔

## حالات تعلیم خانہ آبادی وغیرہ

راجہ گردھاری پرشاد صاحب مرحوم کے چودہ بھائی بہن تھے۔  
 آپ کی ایک رباعی مصنفہ مندرجہ ذیل اس کی وضاحت کرتی ہے۔

### رباعی

مشمکہ کہ یکم زحپ اردہ تن باقی  
 باقی باقیست ہجور روشن باقی

انجم برادران حبس من باقی  
 نقد این عمر شد ہمہ خرچ عبث

آپ نے حضرت محمد علی صاحب عاشق سے فارسی تعلیم پائی تھی  
 جو فی الحقیقت سچے عاشق خدا تھے۔ آپ کو شاعری فارسی میں ہی حضرت

عاشق صاحب قبلہ اور اردو میں حضرت فیض صاحب قبلہ سے تلمذ تھا۔ آپ عرس اول الذکر استاد کا بڑی شان اور عقیدت سے فرمایا کرتے تھے جو ابھی تک ہوتا ہے۔ آپ کی ایک رباعی میں آپ نے استاد کی شان میں اس طرح تحریر فرمایا ہے۔

### رباعی

عاشق استاد کامل باقی شد از مستقلہ ذکر و ترتیبیت فکر	زمان مایہ عشق حاصل باقی شد آئینہ معرفت دل باقی شد
--	--

آپ زمین تھے کم عمری ہی میں فارغ التحصیل ہو چکے تھے البتہ بظاہر ہوتا ہے کہ مطالعہ اور عالموں کی صحبت کے باعث ابتدا سے شعر و سخن کا بہت شوق تھا۔ اور تصنیف و تالیف میں کم عمری ہی سے مہمک رہے تھے۔ آپ کی تعلیمی زندگی کے حالات کافی ہمدست نہو کے اس لیے زیادہ صراحت نہ کی گئی۔

آپ کی شادی اول بمرچودہ سال ۱۲۵۸ء میں ہوئی۔ اکثر آپ کی اولاد نریتہ زندہ نہ رہتی تھی۔ چنانچہ منجملہ (۶) چھ لڑکے اور لڑکیوں کے جو عمل اول سے تھے صرف رائے کیشو پرشاد صاحب مدد و صدر محاسبی سرکار عالی اور ایک دفتر جو رائے رام پرشاد صاحب کو منسوب تھیں یا دو گارون سے رہے تھے۔ آپ کے پہلے محل انتقال ۱۲۹۱ء ہجری میں ہوا تھا۔ اور آپ کی دوسری شادی عایجناب راجایان راجہ ہاراجہ نرنیدر پیشکار بہادر کے بے حد اصرار و خاص توجہ

عنایات کے باعث رائے بنی دہر صاحب فرزند رائے عالم چند  
 بیکٹہ باشی متھ پشکاری کے صاحبزادی خورد سے قرار پائی جو راقم  
 کی والدہ ماجدہ ہیں۔ مہاراجہ مدوح بیکٹہ باشی نے رسم سنگنی باغ  
 گیشو گری مین بہ نفس نفیس تشریف فرما ہو کر انجام دلوائی۔ آپ کو  
 موجودگی اولاد کی وجہ شادی کرنے سے قطعی انکار تھا۔ مگر اس  
 اصرار و تقرر نے مجبور کر دیا۔ اس کے بعد ہی آپ نے بوجہ مختاری  
 کاروبار خانہ داری رقتی اخراجات کی ادائیگی و عدم گنجائش کا عذر فرمایا  
 مگر عالیجناب نواب ترازب علیخان سرسالا رجبک مختار الملک بہادر  
 اولیٰ نے حکم شادی کی تاکید فرمائی اور بقایا تنخواہ تعدادی  
 بارہ ہزار روپے کو انتظام شادی میں صرف کرنے کا خاص حکم صادر  
 فرمایا۔ اب تو آپ اسی سال حسب منشاء والد خود شادی کرنے پر  
 مجبور ہوئے۔ اس شادی میں عالیجناب نواب مدار الملہام و جہاراجہ  
 پیشکار بہادر سرکار عالی نے شرکت فرما کر رونق و وبال لائی تھی۔ اس  
 کے بعد آپ کو پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں تولد ہوئیں۔ جن میں  
 یہ راقم اور عزیز محبوب راج صاحب موجود ہیں۔ اور انات سے  
 تین دختر ہیں۔ آپ کے جوان نیک بخت اور صاحب اقبال صاحبزادہ  
 رائے گیشو پرشاد صاحب عین عفوان شباب میں تیار ہوئے۔  
 محرم ۱۳۰۵ ہجری بروز منکر مبارک ہاتھی سے گھر کو انتقال کر گئے۔  
 اور شدید و ماضی ضرب کے باعث جانبر نہ ہو سکے۔ آپ کو ہمیشہ اولاد کا  
 غم رہا۔ اور اکثر حادثات کے موقع پر آپ کو مایوسانہ  
 یقین ہوتا تھا۔ کہ آپ لا ولد رہیں گے۔ کیونکہ بعض موقعوں پر اولاد کو

کوئی زندہ باقی نہ رہتا تھا۔

## حالات ملازمت ترقی مدارج

اچھے تعلیم پانے کے بعد ایک اہم کام آپ کے ہاتھوں انجام پایا جو آپ کی بیدار مغزی اور شہرت کا باعث ہوا۔ کام یہ تھا کہ عالیجناب نواب رونق علیخان شاہ یارالدولہ شاہ یارالملک بہادر کی فوج نے حضرت نواب غفران منزل علیہ الرحمۃ کے حکم کے باوجود بھی اپنے رجوعات نہ کی تھی۔ سوار اور پیادگان دکنی بالکل آمادہ خدمت گزاری نواب صاحب موصوف نہ تھے اور اس وجہ سے راجہ شہنشاہ کے ذریعہ تقیم تنخواہ کا حکم شاہی صادر ہو چکا تھا۔ راجہ گروہار می پرشاد کے خاص کوششوں اور ایصال تنخواہ بقایا کی ذمہ داری کے سبب فوج نے سرطاعت خم کی۔ اور یہ اہم کام باسانی طے ہو گیا اس کے صلہ میں نواب صاحب معز بذات خود راجہ نرہری پرشاد صاحب کے گھر تشریف لاکر راجہ گروہار می پرشاد کو اپنے یہاں کی سرشتہ داری فوج پر دیا نقد روپیہ یا مانہ ۱۲۶۰ روپے اصرار مقرب فرمایا۔ یہاں بہت عزت و نیکنامی سے اپنے خدمت انجام دی۔ اور حسن اتفاق سے محفل شعور سخن اور سکارد وغیرہ گرم رہی کیونکہ نواب صاحب مدوح خود ان مشاغل کے شائق تھے۔ اگلے کچھ عرصہ بعد ہی آپ کا تعلق خدمات سرکاری سے ہوا۔ آپ کو خدمات سرکاری آبائی اپنے والد کے حسب نثار اور باعث منفعی والد

انجام دی پڑیں۔ آپ کی جدت اور موزونیت طبع پر نواب مختار الملک بھٹا  
 اولے کی بالفائدہ اور دوراندیشانہ نظر پڑی اور آپ کا انتخاب  
 کر کے آپ کے ذمہ فوج باقاعدہ کی ترتیب کا اہم کام سپرد فرمایا۔  
 آپ نے نہایت استقلال جانفشانی اور عرق ریزی سے اس نظم  
 و نسق میں ذمہ دارانہ حصہ لیا۔ اور افواج باقاعدہ کی استاذیہ  
 میں آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی جس کے اخراجات میں لاکھ روپے  
 سالانہ مقرر تھے۔ اس کی تفصیلی حالت اور تاریخ یہی ایک تفصیلی  
 نظم میں تحریر فرمائی ہے جو مندرجہ کنوز التواریخ ہے۔  
 سال استاذیہ کو فوج و عا باقاعدہ

۱۲۷۹ھ

اس عظیم الشان کام کی انجام دہی کے صلہ میں صدر سررشتہ داری  
 فوج باقاعدہ کے عہدہ جلیلہ سے معوا ہوا تحریر سررشتہ داری  
 سر فرائذی فرمائی گئی۔ اس کے بعد بعض جمہداران عروب کے  
 مظالم و سختیاں باعث تخیل انتظام ریاست ہونے لگیں۔  
 اس کے انداد کی غرض سے نواب مختار الملک بہادر اولے نے  
 ایک باقاعدہ جمعیت عروب قائم فرمانا چاہی۔ اس اہم کام کے  
 انعام کے لیے یہی آپ ہی کا انتخاب فرمایا گیا اور آپ کو ہر طرح  
 موزون سمجھا گیا۔ اس کام میں آپ کو بہت زحماتین اٹھانی پڑیں۔  
 اور سخت مقابلے کرنے پڑے۔ بعض اوقات مخالفین کی  
 جانب سے آپ کی جان کو خطرہ پہنچانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔  
 اور حملے کئے گئے تھے۔ آپ نے استقلال اور بہت کو ہاتھ سے

جائے نہ دیا اور موقوفہ کام انجام دے کر ہی رہے۔ چنانچہ آپ کی  
کوششوں سے ۱۲۸۸ھ میں جمعیت نظام محبوب کا قیام ہوا۔ اور ان  
نمایان کاموں کی وقعت و قدر فرما کر اس کی سررشتہ داری بھی سرفراز  
ہوئی۔ آپ نے اس فوج کی تفصیلی کیفیت کنوز التواضع میں درج  
فرمائی ہے۔ جس سے استاد کی دو تاریخیں آخذ کر کے یہ ناظرین  
کیجاتی ہیں۔ ع فوج سلطان نظام محبوب - ۱۲۶۰ عیدم البدل داب فوج نظامی

۱۲۸۸ ہجری

۱۳۸۸ ہجری

ان کے علاوہ کارخانہ بنادیق موسومہ صنائع و کمن کارخانہ پٹاخ باروسازی  
کارخانہ چربی اور کاغذ سازی وغیرہ کا قیام آپ کے خاص جدت پسند  
طبیعت کا نتیجہ تھا۔ اول الذکر کارخانہ سے بنادیق و نیز جلد سامان اسلحہ  
بطریق احسن تیار ہو کر پسند عام ہوا۔ افواج و پولیس اضلاع وغیرہ میں  
ان کی ہمیں ہزار تک سربراہی سوا کرتی تھی۔ بجز کارخانہ کو ٹھہ بارود چہا  
ابھی تک بارود تیار ہوتی ہے دیگر کارخانہ جات باقی نہیں ہیں۔ محرم  
کی زندگی ہی میں بعض جو علم ضرور توڑ دئے۔ اور چند بعد میں کچھ جات  
داما گنڈم و مٹرمیاں آپ ہی کے زیر نگرانی و انتظام تھے۔ آپ نے  
ان کو رسالہ جات سرکاری کے لیے محفوظ فرمایا تھا۔ اس طرح سرکاری  
ہزاروں لاکھوں روپیے کی بچت ہوئی۔ آپ نے بلحاظ خدمت آبائی  
جلہ تقاریب سرکاری سے تعلق تھا۔ چنانچہ ہر تقریب کے انصرام  
میں آپ ہمہ تن مصروف رہتے تھے اور حسب منشاء خداوند نعمت  
انجام دیا کرتے تھے۔ آپ اکثر کارہائے سرکاری کے باعث  
عیدم الفرصت رہتے تھے۔ آپ حسب الحکم نواب سالار جنگ بہادر اور



اتالیق اور مقرب شاہی ہوئے تھے۔ اور سیاق کے بعض نازک  
اور اہم عمل عملیات حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کے ملاحظہ  
میں بغرض و قنیت پیش فرماتے تھے۔ علاوہ تقاریب سالانہ  
کے جو تقاریب آپ نے انجام دین تھیں اور ان میں تسمیہ خوانی مبارک  
اور رسم علی بند حضرت مرحوم تھیں جو ۱۲۸۴ھ ۱۲۸۵ھ ہجری  
میں انصرام پائیں۔ یہ نہایت شاندار اور اولوالعزم تقاریب تھیں جن میں  
تمام ملازمین و رعایا کے ملک کو شرکت فیفرسی اظہار سرست اور  
شادمانی کا موقع ملا۔ آپ کے زمانہ کارگزاری میں شادی نواب  
سراسما نجاہ مرحوم و شادی نواب سرو قارا لارہ مغفور و شادی نواب  
آصف یادرا الملک مرحوم و عالیجناب نواب خورشید الملک بہادر  
۱۲۹۶ھ ۱۲۹۷ھ ہجری

انصرام پائی۔ جن کی تاریخیں درج کر دی گئی ہیں۔ آپ کو بلحاظ تعلق  
باورچیانہ مبارک و سربراہی ہمایون و اسٹات سرکاری ہر سفر میں  
ہمایونی کاشف حاصل رہا ہے۔ سفر دہلی و کلکتہ و گلبرگ شریف  
اورنگ آباد و راجپور وغیرہ میں آپ ہی کا انتظام تھا۔  
۱۳۰۰ھ ۱۳۰۱ھ ہجری

اور بلحاظ پروگرام ایسا انتظام ہوتا تھا کہ اوقات معینہ مقررہ پر ملائکہ  
پوری سربراہی ہوتی تھی۔ آپ کے کام ہمیشہ مقبول شاہی رہے تھیں  
اور عام نظروں میں پسندیدہ۔ سرکار مرحوم و مغفور نے بہرام خروانہ  
آپ کو پفر و نکل ۱۳۱۰ھ ۱۳۱۱ھ ہجری میں ہمراہ سواری مبارک طے کیا  
حکم صادر فرمایا اور اسپیشل خاص میں ایک ڈیوے کر غرت اخزائی

فرمائی۔ آپ پر سرکاری اعتماد کلی تھا۔ چنانچہ اکثر موقع پر حکم شاہی  
 قرار دیا اور سوم کا تصفیہ حضرت حکیم صاحبہ قبلہ مرحوم سے آپ حاضر ہو کر  
 فرمایا کرتے تھے۔ آپ کو عالیجناب نواب مختار الملک بہادر اوسے  
 نے اپنے اور عالیجناب نواب شمس الامراء میر کبیر کے درمیان معاملہ  
 ریاست میں حسب تحریک نواب شمس الامراء بہادر بغیر مقرر فرمایا تھا۔  
 آپ نے ہر چند اس نازک کام کی ذمہ داری لی تھی نہ چاہی۔ مگر نواب  
 مدوح نے آپ ہی کو اہل و موزون سمجھ کر یہ کام تفویض فرمایا۔ چنانچہ  
 جمادی الاول ۱۲۹۷ھ ہجری سے آپ نے اس کام کو بآئین بین  
 دو سال تک انجام دیا۔ اور ایسا رابطہ اتحاد ہر دو امراء سلطنت  
 میں قائم رہا کہ کبھی کوئی سوئے مزاجی کا موقع نہ آیا۔ آپ ہر زمانہ نواب  
 مختار الملک اوسے روز آئے باریابی کا شرف حاصل کرتے تھے اور  
 اکثر مقام سلطنت کا بالمشافہ ارشاد پر تصفیہ و عمل ہوتا تھا۔ آپ  
 حضرت غفرانمکان علیہ الرحمۃ کی خدمت میں ہر ضروری اور مفید  
 ملک معاملہ پیش فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ بوقت جلوس تقریب  
 سرکاری کسی شریہ النفس شخص نے آپ پر پتھر پھینک کر سر میں ضرب  
 پہونچائی۔ اور بہت خون نکلا۔ مراحم شامانہ و عنایات خسروانہ کا  
 ثبوت اس سے ملتا ہے کہ بغور اطلاع بعد و رعایت نامہ مصدرہ  
 ۹ ذیحجہ ۱۳۰۷ھ مزاج پر سی فرما کر اعزاز بخشا گیا۔ دوسرے عنایت نامہ  
 میں یاد فرمائی ہوئی تھی ہر دو کے نقول سے ہویا ہوگا۔  
 نقل فرمان مبارک مزینہ ۹ ذیحجہ ۱۳۰۷ھ  
 گروہاری پرشاد۔

میں نے سنا کہ تمہارے کو کسی نے پتھر مارا اور تمہارے سر میں  
چوٹ آئی۔ اب تمہارا درد سہا گیا ہے۔

شرحہ خط مبارک

اعلیٰ حضرت غفر لہم

نقل۔ فرمان مبارک فرینہ ۲ رجب المرجب ۱۳۰۲ھ ہجری۔

گردہاری پر شاہ

تمہارے سے کچھ کام ہے۔ بھروسہ دیکھنے اس خط کے دیوڑھی پر  
حاضر رہو۔

شرحہ خط مبارک

اعلیٰ حضرت غفر لہم

ایک دفعہ بوقت ادخال رقم خاصہ بتقریب شاہی نبی خود براہم  
خروانہ پذیرائی فرمائی گئی اور تاریخ ۳ شوال ۱۳۰۲ھ ہجری امر اور  
مصابین کی یاو فرمائی مسخر و مغز فرمایا گیا۔ حکم اجرا شدہ حب ذیل تھا۔  
وہ حکم حضور است کہ تاریخ چارم شوال روز شنبہ حاضر شدہ در ضیعت  
گزارانیدہ گردہاری پر شاہ و شریک شوند۔

وقتاً فوقتاً متعدد فرامین بعضی کار سرکاری و غیر سرکاری صادر  
ہوتے رہے ہیں۔ جس سے ناچیز مفوضہ خدمات کی پسندیدگی اور  
قبولیت ظاہر ہو سکتی ہے۔ آپ کی سرکاری کاروباری زندگی کی  
ابتدا عالیجناب نواب سالار جنگ قمار الملک اولے نے بہت افزائی  
قدر فرمائی اور وہی اس خاندان کے باعث ترقی تھے۔ آپ کی زندگی کا

انتہائے عروج اور آخری زمانہ حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ کی  
 قدما پروری و ذرہ نوازی کے طفیل میں بڑت و آبرو گذرا۔ آپ  
 ہمیشہ کار سرکاری میں خیر خواہانہ اور بیباکانہ معروضہ پیش فرمانے  
 کی جرات رکھتے تھے۔ آپ کو سرکاری خیر خواہی کے مقابلہ میں  
 اپنے محبوب ہونے کا کبھی خوف نہیں رہتا تھا۔ آپ کے تفویض  
 خاص سرکار کے درازی عمر و غیرہ کے لئے برہمنوں کا تقرر اور رقیہ  
 و غیرات وغیرہ کا کام تہاجس کا باطلاع و منظوری آپ انصہرام  
 فرماتے۔ دربار ہائے انگریزی۔ صاحب عالی شان بہادر نواب  
 والسرا کے بہادر اور دیگر گورنران وغیرہ میں آپ سربراہی پانڈا  
 اور عطردان کی خدمت انجام دیا کرتے تھے جو بطویل تفضلاً شاہ  
 اب تک جاری و بقرار ہے۔ مقربان شاہی میں آپ کی جرات  
 کسی سے کسی حالت میں کم نہ تھی۔ آپ کو اکثر مدار المہمان وقت  
 امرا یان و معززین سلطنت کے اکثر اشادات خانگی پر بالمشافہ  
 پیشی حضور پر نور میں معروضہ کرنا پڑتا اور عموماً مور تذکرہ میں آپ  
 کے معروضوں کو شرف قبولیت عطا ہوتا تھا۔ شادی کے بعد  
 تمامی امرا یان اور معززین سلطنت کو سر بیچ کی ہیر فرازی ہو قعد و با  
 مغلائی آپ ہی کے ذریعہ ہوتی تھی۔ آپ نے کبھی کسی کی حق تلفی  
 یا شکوہ و شکایت میں حصہ نہیں لیا بلکہ متعدد موقعوں پر راستبازی  
 اور صاف گوئی سے سفارشیں فرمائیں۔ اکثر غریباور بیگم کے  
 معاملات اور حالات کو شکر دار سمیع ہایون فرماتے رہے ہیں یہ  
 اکثر کام باسانی طے ہوتے تھے۔ آپ کی نشت کا مکان خلوت مبارک میں تھا

اور بزمِ نہ تھا عیارِ یب اور یادِ فرمائی رات دن وہیں قیام رکھنا  
 پڑتا تھا۔ اکثر بمقامِ سرورِ نگر و کوہ مولایزمانہ نہضت افزوی سرکار  
 آپ کی یادِ فرمائی ہوتی تھی۔ اور آپ کی وہاں حاضری رہتی تھی اپنی ہیست  
 کی خاطر آپ نے ان مقامات پر مکانات بنوائے اور خرید فرمائے  
 تھے۔ آپ کو سنہ ۱۳۱۵ ہجری میں بوقتِ دربارِ حکمرانی راجہ بہادر سی کا  
 خطاب سے ملو لازمہ سرفراز ہوا۔ ۲۹ جمادی الاول ۱۳۱۵ ہجری کو  
 بر بنیادِ تحریکِ نوابِ عباد السلطنت مدارِ الہام وقتِ پیشی سرکار سے  
 نوبتِ روشن چوکی اور عمارتی کی سرفرازی ہوئی۔ ۷ جمادی الاول  
 ۱۳۱۵ ہجری دربارِ جشن سالگرہ مبارک محبوب نواز و منت کے پیش بھی  
 خطاب سے آپ نے عز و وقار پایا۔

### تذکرہ تصانیف و مشاغلِ علمی

آپ باوجودِ عظیمِ الفرقتی مصروفیت کا روبرو سرکاری اور سفرائے متعدد  
 تصنیف و تالیف کے کام میں مصروف رہا کرتے تھے۔ اکثر اساتذہ  
 و علامہ وقت آپ کے کلام کو بہت پسند فرماتے تھے۔ راجا چلال ضا  
 تلکین اور مولانا مولوی آغا سید علی شوستری طوبی سنا و الملک و مولانا  
 حضرت عباس رفت بہوپالی مرحوم و مغفور نے آپ کے کلام پر  
 تقریظیں تحریر فرمائی تھیں۔ رباعیات بابرکات پیرایہ عروض و غزلیں  
 یہ موجود ہیں۔ خود حضرت اقدس خیابن پناہی و عالیجناب نواب  
 مختار الملک اوسنے و نواب عباد السلطنت بہادر و عالیجناب راجا جیان راجہ

مہاراجہ نرندربہاؤر و عالیجناب مہاراجہ سرکشن پرشاو بہادر بہار سلطنت  
 پیشکار و سابقہ دارالہمام سرکار عالی دو دیگر عمائدین اور امرائے  
 سلطنت آپ کے کلام کو نظر پسندیدگی و وقت سے ملاحظہ فرماتے ہیں۔  
 آپ کا کلام بقصوف معرفت سے پر ہوتا تھا۔ مصنفین اونچے اور  
 نازک ہونے کے علاوہ رنگین و نفیس اور دلکش ہونے کے باعث  
 بعض تصانیف ایران تک گئے ہیں اور اکثر ممالک ہندوستان میں تقسیم  
 ہوئے ہیں۔ آپ کے جملہ تصانیف (۳۰) تیس ہیں۔ جن میں سے  
 فارسی نظم کے (۲۰) ہیں اور فارسی نثر میں (۳) تین ہیں اردو کلام مختصر  
 اور ان میں بھی نظم و نثر کے تین (۳) تصانیف ہیں۔ ہندی زبان  
 بجا کہا میں (۴) تصانیف ہیں۔ آپ کے تصانیف کا اسمواری تذکرہ  
 حسب ذیل ہے۔ کتب مصنفہ فارسی نظم یہ ہیں (۱) پیرایہ عروض  
 (۲) یادگار باقی یعنی دیوان غزلیات فارسی (۳) قصائد باقی (۴)  
 بہار عام (۵) مثنوی صنائع بدائع (۶) پرس نامہ (۷) تہنیت باقی  
 (۸) ضرب الامثال (۹) مکتوبات منظومہ (۱۰) زمزمہ باقی۔  
 (۱۱) بہا گوشت شریف (۱۲) رامائن سیجا مولفہ حضرت باقی (۱۳)  
 رباعیات با برکات (۱۴) رباعیات شاجات باران رحمت۔  
 (۱۵) باقی نامہ (۱۶) باغ رزاق (۱۷) مثنوی شمع منور (۱۸)  
 مناشات باقی (۱۹) کنوز التواریخ (۲۰) کلام متفرقات۔ کتب فارسی  
 (۲۱) افضل التصنیف (۲۲) توشہ عاقبت یعنی سفر نامہ طبع شدہ  
 (۲۳) مہا بہارت نامکمل غیر طبع شدہ۔ تصانیف اردو نظم نثر (۲۴)  
 بقائے باقی دیوان اردو (۲۵) تحقیقات سیاق باقی (۲۶) جیو چتر

سوانح عمری سوامی بہا سکرنند سرسوتی - تصانیف بہا کہا (۲۷)  
 تیرتہ مال مجموعہ بچن ہائے بہا کہا - (۲۸) شنبو پران - (۲۹)  
 کیشو پران (۳۰) بہا گوٹ سار - تصانیف نمبر ۲۲ و ۲۳ طبع  
 نہو سکین - اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سفرنامہ انتقال تک صراحتاً تکمیل  
 پاتا رہا - یہ ضخیم کتاب ہے نمبر (۲۳) بی مکمل نہو سکلی منجہ اٹھارہ پر  
 بہا بھارت کے صرف دو پر ب ختم ہونے پائے تھے کہ آپکا انتقال  
 ہو گیا - آپ کا متفرق کلام فارسی اردو اور بہا کہا میں بہت ہے  
 جو قصائد - غزلیات اور عرائض منظومہ کی شکل میں منضبط ہے اور  
 زیر ترتیب ہے - آپ فی البدیہ فرمانے کے بہت عادی تھے  
 عموماً بوقت حضور می و حاضر باشی بوقتہ دربار یا پیشی سرکار کوئی  
 مصرع زبان مبارک سے فرمایا جاتا - اور آپ اسی وقت مصرع  
 ثانی عرض کر دیا کرتے - چنانچہ ایک موقع پر حضرت غفران مکان  
 علیہ الرحمۃ نے پیشی میں حاضر ہوتے ہی یہ مصرع آپ سے اٹھا  
 فرمایا کہ اس پر مصرع اولے کہو - میر محبوب علیجان کو نہیں جانتے کیا -  
 مرحوم نے فی البدیہ یہ مصرع موزون کر کے عرض کیا ع

پوچھتے کیا ہو کہ صلف پوٹھلص کسکا	میر محبوب علیجان کو نہیں جانتے کیا
----------------------------------	------------------------------------

حضرت جہان پناہی نے سن کر بے عدا ظہار مسرت و خوشنودی  
 فرمایا اور اس مصرع کو اپنی غزل میں شریک کر نیکا اعزاز بخشا -  
 سفر اور نگ آباد میں اپنے مختلف موقعوں پر حسب حال جو اشعار

حق البدیہ فرمائے تھے اور جس سے حضرت پیر و مرشد اور نواب سالار جنگ نے  
مخطوط ہوئے تھے وہ درج کئے جاتے ہیں۔

## اشعار فی البدیہ متعلقہ سفر اور نگ آباد

نظم کا کھیت پتے دکھا آج ز شاخ تاک چراگلو شہ بہت کشید دعوت شاہ یہ مختار مبارک باشد	اور کیا ہو ترقی مانی فتاد خوشہ پروین بہ پنجہ خورشید میزور خانہ سالار مبارک باشد
---	---

اکثر رسومات اور تقاریب کے موقع پر اور کسوف خوف وغیرہ کے اوقات  
میں حصول منظوری و احکام کے لیے منظومہ عرض پیش فرمایا کرتے  
تھے۔ آپ کی خط و کتابت شاعری میں اکثر ہند کے اہل علم و فضل سے  
رہا کرتی تھی۔ چنانچہ مولوی سید صدیق حسین خان صاحب نواب  
ملک بہوپال۔ مولانا مولوی حضرت عباس صاحب رفعت و راجہ  
درگا پرشاہ صاحب جہڑ۔ راجہ صاحب سندیہ رائے جوگل کشور ضلع  
سیراب بہوپال۔ رائے دوار کا پرشاہ صاحب احق ملک الشعراء  
لکھنوی۔ رائے رام سہائے صاحب تمنا اور رائے کا شن پرشاہ ضلع  
وانا مالک اخبار کا بیٹہ شکاری وغیرہ سے عموماً نظم میں خط و کتابت  
رہتی تھی اور ہمیشہ سلسلہ اتحاد و ارتباط تازہ رہتا تھا۔ آپ نے  
رائے جے پرکاش لال صاحب کے۔ سی۔ ای۔ ای۔ دیوان  
ریاست ڈمران کی دعوت میں بوقتہ کا لیتہ کانفرنس ۱۹۳۸ء



فارسی میں تصنیف فرمایا تھا اور اسی طرح دہلی اور کلکتہ کے سفر میں اپنے  
شاعرہ کے لئے دو دو غزلین تصنیف فرمائیں۔ چند اشعار شاعرہ  
کلکتہ اور تحفہ دربار دہلی ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

### اشعار غزل شاعرہ کلکتہ

و چند اشعار نمونہ لطیفہ دربار دہلی مصنفہ حضرت باقی

کوئین بر شہنشاہ شد اشعار شہنشاہ یورپ شدن مشکل است شہنشاہ راتاج بخشی سزا است در آن وقت این نام بانامی است	دلہ زین حقیقت نہ آگاہ شد اگر بہر ہنڈا است بے حال است ز شایان اگر باج گیر و رواست و گرنہ فقط لفظ بے معنی است
---	--

### غزل دیگر

ہست خراب حرم ابروئے تو ست بیجا ز رضوان کے کشم اہل ہفتاد و دولت اسے حبیب در حساب وین و آرائش شمار	کعبہ ار باب ایمان کوئے تو مہت فردوس برین چون کوئے تو سلسلہ جنیان شد از گیسوئے تو باقی زارست یک ہندوئے تو
---	---

باز گو باقی غزل گشتند شاد  
اہل کلکتہ ز گفت و گوئے تو

ان مقامات پر آپ کے کلام کی بہت قدر و مانگ ہوئی۔ بلکہ میں یہی

پہلے فارسی شاعری بہت ہوا کرتے تھے۔ بالخصوص بارہ درعی پینا  
سرہارا جہا درین آپ شریک ہوتے اور غزل فرمایا کرتے تھے  
اور باوجود کثرت کا آپ کا سلسلہ تصانیف کبھی نہیں رکا۔

روز صبح چار بجے سے سات بجے تک یہی تصنیف اور تالیف کا مشغلہ  
رہا کرتا تھا۔ اور شب میں یہی اکثر آپ کی بعض تصنیفیں اس قدر مقبول  
ہوئیں کہ معتقدین و شائقین اب تک ان کو روزانہ پاٹے یعنی ورد  
کے لئے اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی شنیو پران  
اور بھاگوت سار بربان کہا بہت مرغوب ہوئے۔ فارسی کلام میں  
رباعیات یا برکات یعنی نودونہ نام اسماء الہی اور باغ رزاق جس  
میں ہر خوردنی و ضروری اشیا کے خواص از روئے اصول حکمت  
نظم میں بیان ہوئے ہیں۔ بہت پسندیدہ اور کار آمد ثابت ہوئی ہیں  
آپ نے اپنے زمانہ میں لائق شوا کو پیشگاہ سرکار میں پیش کرنے سے کبھی  
انحراف نہیں فرمایا۔ بلکہ پیشقدمی فرمائی۔ چنانچہ بلبیل ہندوستان حضرت  
داغ صاحب و مولانا حضرت عباس رفعت و ملک الشعراء آدوا کا پڑھا  
افق ورائے رام سہا کے صاحب تنہا ورائے کہنوال صاحب  
لکھنؤ وغیرہ وغیرہ کو آپ نے پیشگاہ اعلیٰ حضرت میں پیش فرما کر ان کے  
کلام اور تصانیف کے اظہار کا موقع دیا۔ چنانچہ بارگاہ خداوندی سے  
ان حضرات کو جیفہ سرپیچ و خلعت سے قدروانی اور سرفرازی فرمائی گئی۔  
اور صاحب اول الذکر کو ملازمت سرکاری اور استاد کی کا فرائض عطا  
آپ ہر موقع اور محل پر توارخ و نظمیں تحریر فرماتے تھے بعض کنوز التواریخ میں  
موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اکثر عارات فلک نا جہان نما وغیرہ وغیرہ

و پیدائش اور شادی وغیرہ کی تاریخیں ہی آپ کی کہی ہوئی ہیں۔ آپ نے  
انتشار اسے چنا لال صاحب جدید بنی عالم و فاضل جو آپ کے ہی قرابت میں تھے  
طبع کرائی شہنشاہیہ انگیر کے مشہور شاعر کا بیچ کی رائے کو آپ نے ہی زیر طبع  
ہیٹا کر سبک میں پہنچایا۔ اپنے انتقال کے ایک دو مہینہ قبل بڑا عدا  
ایک رباعی فرمائی تھی جو درج ذیل کیجاتی ہے۔ شتمہ متفرق کلام کسی وقت  
ہدیہ ناظرین کیا جائے گا۔

### رباعی

زین درو مرانام خدا آید یاد  
گر درو دہد خدا بکن شکر زیاد

از درو مفاصل نہایت دل شاو  
بے دروی باعث فراموشی بہت

### تذکرہ کارہائے خیر

آپ کے ہاتھوں نہایت بڑے اور اعلیٰ مذہبی کام انجام پائے  
اور اسی طرح خیراتی کام بھی جن کا نام و نشان ابھی تک باقی ہے اور  
لفظ باقی کے قیام تک باقی رہے گا۔ دیول چند رائے گٹھ عرف  
کیشو گیری کو آپ نے حسب الحکم و اجازت نواب سالار جنگ بہادر  
مدارالمہام وقت ۱۳۴۵ ہجری میں اپنے زیر انتظام و نگرانی لیا  
اور اپنی ذات سے لکھو کھارو پیہ صرف کر کے اس غیر آباد مقام کو  
آباد فرمایا۔ باؤلیات۔ باغات ذاتی تیار کئے۔ اور اکثر

عمارات عالیشان کی تیاری فرمائی۔ اس موقع کو محصور فرمایا۔  
 دیگر چودہ پندرہ دیولات بھی تعمیر کرائے۔ آپ کو اولاد کے پیارے  
 ضائع ہونے سے اُن قدیم افتادہ دیولات کا دلی شوق ہو گیا تھا  
 جو دیران اور کس میری کی حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ  
 آپ نے زمینات قوی اپنے نام سے بتقریب حاصل کر کے کیشوگیر  
 عرف کیشوگیری یا چندرائن گٹھ کو آباد فرمایا۔ دیگر معزین و امریان  
 سے آمدنی زمینات و بیومہ محاصلی مقرر فرمائے۔ آپ نے اس دیولی  
 پوجا پاٹ موقوف شدہ کو از سر نو جاری کر کے جاترا کا آغاڑ  
 فرمایا۔ اور پوجا جاری کو جو کہ رہزنی اور ڈاکہ وغیرہ سے از بس تنگ تھا  
 اور جس نے آئندہ کے لیے کاروبار میں عدم مداخلت کا اقرار نامہ  
 دیدیا تھا بلو کر مکانات بھر ذاتی تیار کرائے اور اقامت و  
 حفاظت کا انتظام فرمایا۔ ان کی مسدود شدہ تنخواہیں جاری  
 کرائیں اور بے حد سلوک کر کے دوسروں سے بھی سلوک کرایا۔  
 اور پھر وہ ذریعہ آپ نے اختیار فرمایا جس سے آبادی و ترقی  
 دیول میں کوئی کمی نہ ہو۔ جاترا بڑی شان سے آغاز کی۔ اور اس  
 دیول کے لیے جملہ آمدنی و اخراجات بشمول آمدنی رقم نذر ذاتی خود  
 چہ ہزار چار سو روپے مخصوص فرمائے جس میں ذاتی تین ہزار دو سو روپے  
 اور بقیہ رقم دیگر مراکے عطیہ اراضیات اور مقطوعہ جات و دیول  
 وغیرہ کی شامل ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنی ذات سے چودہ ہزار  
 روپے اس دیول کے لئے نذر کئے جس میں دو مقطوعہ اپنی تک  
 محاصلی ایک ہزار سے زائد سالانہ کی رہن اور انکی آمدنی دیول کے لئے

مخصوص ہے۔ اب یہی یہ جاترا خاص بلکہ کی جاتراؤں میں ممتاز  
 اور اسی جاترا سے نمائش مصنوعات ملکی کا آغاز ہوا ہے۔ اس طرح  
 آپ نے دیول مالونت عرف پھٹک شلا واقع انا گوندی کے  
 افتادہ و پیراغ دیول کو ۱۳۰۴ھ ہجری میں تعمیر کرایا اور اس کیلئے  
 بہ نفس نفیس پیر کر چندہ فراہم کیا اور متعدد مغزین اور ساہوکاروں کے  
 سالیانے ہی مقرر کرائے گئے جن میں بعض اپنی تک جہاز میں  
 دیول وانا گندم بھی جو بوج ضعیفی معاش بالکل ہی ناقص تھیں تھا  
 اپنے اپنی نگرانی اور اہتمام میں لیکر ۱۲۸۷ھ ہجری سے جاترا اور  
 پوجا وغیرہ کا آغاز فرمایا۔ چنانچہ یہ کام بھی اب تک اسی خاندان کے  
 متعلق اور جاری ہے۔ یہ پُر فضا مقام وقار آباد سے تین چار  
 کوس پر واقع ہے۔ اُس اطراف و اکفاف میں یہ بہت پر لطف  
 اور مشہور دیہاتی جاترا تہوار ہولی کے دسویں روز انجام پاتی ہے  
 آپ نے بمقام مرزا پور عرف بندھیا چل دریا کے گنگ پر  
 ایک گھاٹ بنام کیشو گھاٹ بنظر سہولت و آرام زائرین سال  
 ۱۳۰۳ھ ہجری میں تیار کرایا۔ اس کے قبل کوئی گھاٹ نہیں تھا۔  
 آپ نے اپنے ایک مقطعہ موسومہ توپرہ خور و عرف ہری نگر میں  
 باقی ساگر نامی ایک تالاب پندرہ ہزار روپے سے تیار کرایا۔  
 جس سے ہزار ہا مخلوق اور جانوروں کو تشنہ لبی و قلتِ آب سے  
 نجات ملی۔ آپ نے اپنی انائیہی دایہ کے نام ایک باؤلی کندہ  
 کرائی جس کا نام گنگا باؤلی ہے۔ آپ ہر سال حضرت  
 حسین شاہ ولی صاحب قدس سرہ واقع کبوتر خانہ قدیم کا عرس و شہنشاہی

علاوہ دیگر اس کے اپنی ذات سے فرمایا کرتے تھے۔  
 آپ ہر سال ماہ صیام میں روزہ داروں کے افطاری کا  
 اہتمام فرماتے تھے۔ اور ہر بڑے مرشد کامل کے آنے پر  
 اُن کی تواضع خاطر واری میں ہزار ہا روپیہ صرف فرماتے تھے  
 عموماً ہر زبان کے عالم و فاضل بھی بغیر آپ سے ملاقات کئے  
 واپس نہ ہوتے تھے۔ آپ نے تلیا کرو جہاراج جو مرشد  
 مشہور و معروف تھے ہزار ہا روپیے اور سیکڑوں من غلہ  
 کی فراہمی اور چندہ سے خدمت کی اور یہ اہتمام کیا کہ صبح سے  
 شام تک لوگ روزانہ تاقیام کرو جہاراج بمقام کیشوگری لالچ  
 حسبِ نشانہ جہاراج موصوف کھائیں۔ اسی طرح آپ کے چائین  
 دو ایک بڑے کام مثل یگیہ وغیرہ ہوئے۔ آپ بلدہ کے  
 دو دیولات کے متصل مساجد کے جھکڑے کے موقع پر ہی  
 منجانب سرکار تصفیہ کرنے کے لئے مقرر فرمائے گئے تھے اور  
 بلا کسی فساد طوالت کے ان نہر سی نزاعات کا خاتمہ ہو گیا۔  
 بمقام جیرکل ایک کمان اور مکان سنگ بست بنرض آرام تراہین  
 و معتقدین خاص طور پر تیار کیا گیا جو کثرت جاترا میں عام سہولت  
 پہنچاتا تھا۔ آپ اپنے والد رائے نہر ہی پرشاد صاحب مرحوم  
 کے نام رو و موسیٰ پرا ایک دہرم شالہ بنوا دیا جو باوجود طغیانی  
 اب تک بکے قائم ہے اس کی تعمیر سے موسم بارش و گرما میں  
 جنازہ کے ساتھ آنے والوں کو بہت آرام ملا کرتا ہے۔  
 اس کی تاریخ آپ کی مصنفیہ ہے۔ دار باقی نہر ہی پرشاد  
 ۱۲۹۷ھ

## ملاقات بزرگان دین و حالات زیارات

رباعی

و نیا چو سرائے است سفر باید کرد  
این جائے مقام نیست اگر اندر واد  
از دگر گذر و ہر گز ر باید کرد  
پس ماندہ راہ را خبر باید کرد

آپ فقیر کامل اور بزرگان دین کے بڑے معتقد تھے۔ آپ کی خوش نصیبی سے سری مانگ پر بھوجہ راج ساکن مانگ نگر مہناباد و سری ملیا گرو ساکن اوسہ و سری برہمانند سرسوتی ساکن پیپری ضلع اورنگ آباد و جنگلی باو ساکن بلدہ حیدر آباد و سری بہاسکرانند سرسوتی متناض کامل ساکن بنارس سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا اور سب نے عند الملاقات آپ کی ترقی دینی و دنیوی اور نجات کے لیے ولی و عا فرمائی تھی۔ جبکہ آپ کی متعدد اولاد ضائع ہو چکی اور راقم کے بچہ پانچ سال نخت علیل ہونے پر سری بہاسکرانند سرسوتی سے بنارس جا کر ملاقات فرمائی بغیر اظہار حالات سری سوامی مہاراج نے راقم کے لئے اظہار اطمینان دلایا اور فرمایا کہ اس لڑکے سے اطمینان رکھو۔ یہ ہمارے ذمہ ہے چنانچہ مثنوی شمع منور فارسی اور ہندی چتر آرڈو و سوانح عسری سوامی جی مدوح میں اس کا تفصیلی ذکر ہے اور اسی وجہ سے راقم کی رسم کتب خوانی شادی وغیرہ بنارس ہی میں انجام پائی۔ اور آپ

بلجام عقیدہ تہذیب ہر سال و دو سال میں بفرض ملاقات و قدیم سی  
 مہاراج موصوف بنارس تشریف لجاتے تھے۔ سری مانک پرجی  
 نے بھی آپ کو دو وعظ اور دو طوطے سرفراز فرمائے تھے جس کا  
 یہ نشان تھا کہ آپ کے اولاد کو رستے دو یا دو گار رہیں گی۔ آپ نے  
 اکیس سفر کئے تھے۔ جو آپ کے سفر نامہ موسومہ توشہ عاقبت سر  
 مفصلاً ظاہر ہے۔ آپ کلکتہ۔ دہلی۔ آگرہ۔ متھرا۔ بندرا بن۔  
 پونہ۔ بہمنی۔ مدراس۔ بالاجی۔ برسرینک۔ خوکاچی۔ جگناتھ جی۔  
 سندیلڈ مرادون بنارس۔ مرزا پور۔ الہ آباد۔ جبل پور۔ لکھنؤ۔  
 کانپور۔ نیم سارن۔ اجودھیا۔ گیا جی۔ امرتسر لاہور۔ جو الاکھی  
 جالندھر۔ بلجا پور۔ پنڈہ پور۔ اجیر شریف۔ لشکر راج۔ جے پور۔  
 بھوپال۔ اجین۔ ملکار جن۔ ناسک۔ ترنیک۔ اونکار ناتھ۔  
 مالوت جی پور۔ ہلاری۔ بہدر اچل۔ دامانگڈم۔ انا گونڈی  
 اور دیگر اکثر مقامات علاقہ سرکار عالی میں تشریف لجا چکے تھے۔  
 اور ہر جگہ آپ نے خیرات و مبرات میں ایسا حصہ لیا تھا کہ  
 آج تک ان مقامات میں نام روشن ہے۔ اور لوگ نہایت  
 محبت و احسان سے یاد کرتے ہیں۔ آپ ہر جگہ بلجام قلم و ملت  
 قابل دید مقامات تبرک سے فیض حاصل فرمایا کرتے تھے۔  
 آپ بنارس بلجام مقام تبرک نو مرتبہ تشریف لے گئے تھے۔  
 آپ کے ہمراہ ہمیشہ متعدد اقربا و ملازمین رہتے تھے۔ اور  
 بوقت شادی راقم جو سفر آخری تھا متعدد بے مخصوص اور منتخب  
 اور ہر لوازمہ مثل نوبت و روشن چوکی ساتھ تھے۔ مذہبی فرائض



ورسومات کی ادائی جلد مقامات تہر کہ میں نہایت شاذ طریق پر کرتے رہے۔ اور آپ نے اپنے والد ماجد گزیری پرشاد کے نام ہزاروں کاسلوک و خیراتی کام کئے۔ آپ اثنائے میں سواری سرکار کے ساتھ جب بنارس تشریف لے گئے تھے تو آپ نے بنارس کی شان میں جو نظم تحریر فرمائی ہے اس سے چند اشعار ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں۔

### نظم بنارس

محبوب شہ آمد بہ تماشائے بنارس آن ایسری پرشاد کہ شہ پہ چہانت یوسف دکن آمدہ با حسن و محمل آبش کہ رنگ است مگر انجاست ہم راہ ز نادر کہ بہ ہماری شہ بود	جہانی او ساختہ را جائے بنارس حسرت وہ ہند است از وہا بنارس تا عاشقی او گشتہ ز لیجائے بنارس جان دادہ بہر مردہ چائے بنارس اشنان او کرد بہر کنگائے بنارس
--	--

دیگر چکھم وصف بنارس کہ ہمیشہ  
باقی سرزمین باشد سودائے بنارس

### دیگر مشاغل و مصروفیت عام

آپ نچت و نیز میں لا جواب چہارت و وصل تامہ رکھتے تھے

آپ بارہا حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ وعلیٰ جناب نواب  
 سالار جنگ اوٹے وعلیٰ جناب راجا یان راجہ نذر بہادر شیکار  
 و دیگر امرا و مغزین کی خدمت میں ہندو آئی و اسلامی کھانے  
 اور مرغوب اغذیہ پکا کر داخل فرماتے تھے۔ اور آپ کی تیار کردہ  
 سب غذائیں بہت تشریف سے کھائی جاتی تھیں۔ اور عموماً  
 فرمائشوں کا سلسلہ رہتا تھا۔ آپ کو اچار اور مرہ تیار کرانیکا  
 خاص طریقہ معلوم تھا۔ بعض رسومات اور قومی شادیوں میں  
 اصلاحیں فرماتیں۔ اور غزلخوانی کے طریقہ کو جو غیر مذہب بن گیا تھا  
 دلجوئی کن اور مذہب لباس پہنایا تھا۔ علم موسیقی میں کافی مہارت تھیں  
 آپ کے یہاں پنجاب کے ربانی ملازم تھے۔ اور بوقت فرصت  
 آپ کا کلام سنایا کرتے تھے۔ اور اپنے عزیزان خاص کے علاوہ  
 اکثر دوسرے اشخاص کی شادیاں و دیگر رسوم مذہبی مفت کرا دیتی تھیں  
 آپ متحمل مزاج۔ دور اندیش۔ خیر خواہ سلطنت تھے۔ آپ ہمیشہ  
 قدیم لباس جامہ نیمہ دو گلہ وغیرہ میں ملبوس رہا کرتے تھے۔  
 ایک دفعہ صاحب عالی شان بہادر نے معمولی دربار انگریزی  
 کے موقعہ پر آپ سے اس قدیم لباس کے متعلق یہ تسخیر فرمایا تھا  
 کہ راجہ صاحب یہ ہماری لیڈیوں کا لباس ہے۔ آپ کیوں  
 پہنتے ہیں۔ آپ نے اُس وقت یہ برجستہ جواب دیا کہ صاحب یہ  
 لیڈیوں کا لباس نہیں ہے بلکہ آپ کے مرشد اور رہنمائے دین  
 پادری صاحبوں کا لباس ہے۔ جس کی ہر وقت تعظیم ہونی ضروری  
 و لازمی ہے۔ اسی طرح کے متعدد واقعات ہیں جو خوف طالت

قلم انداز کر دئے گئے۔ آپ جہاں نوازا اور قوم ملک کے  
 قدائی تھے۔ آپ نے ہمیشہ قومی کاموں میں پیش قدمی کی ہے  
 آپ راسخ الاعتقاد پابند مذہب اور طریق قدیم تھے۔ آپ  
 بے تعصب ہمدردانہ اور بے ریا انسانی دل اپنے پہلو میں  
 رکھتے تھے۔ آپ ہر قوم و ملت میں خدائی شان و جلوہ دیکھتے تھے  
 اور ہر ایک کے دکھ و روستے فوراً متاثر ہو کر اس کا کام اپنی  
 ہاتھ میں لے لیا کرتے تھے۔ آپ کامل تجربہ کے بعد ماتحتین پر  
 پورا پرورسہ فرماتے تھے۔ آپ کے ساتھ کوئی برائی کرے تو  
 اس کے تخریب کے درپے نہیں رہتے تھے۔ آپ اپنے  
 مالک کے جیسے سچے معتقد و وفادار تھے اسی طرح اپنے والد  
 استاد و مرشد کی ذات میں پوری عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے  
 اپنے والد رائے نہرہری پرشاد کی شان میں ایک قصیدہ  
 لکھا تھا جو اپنے ڈھنگ کا نرالا اور اظہار عقیدت کا  
 سچا نمونہ ہے۔ منوشتا شعر اول دوم اور آخری منج ذیل ہیں۔

### اشعار و مرثع والد ماجد

منظر من مہند من مالک ملجائی من  
 والی من مادی من شد و موی من

نہرہری پرشاد و صفا والد والائی من  
 نیست در عالم بغیر از ذایک دو گر

فارغ از خیر و شر دنیا و دین گردیدہ ام  
 در رضا و دوست باقی دین من دنیا من

آپ نے ہتیار کے استعمال اور بیوٹ وغیرہ کے کمال کو بطریق خاص حاصل فرمایا تھا۔ آپ اپنے ہونہار سعادتمند جوان فرزند رائے کیشو پر شاہ و دیگر اولاد کے وفات پر نہایت صبر و شکیبائی کام لیا۔ اور نسل و دیگر دنیا داروں کے مغلوب الم نہ ہوئے۔ آپ نے اپنے چار بھائیوں کو چھوٹے بھائی کے انتقال کے بعد اپنے زیر تعلیم و نگرانی رکھا۔ اور ان سب کی شادی میں اپنے فرزند کے اعلیٰ پیمانہ پر کی تھی۔ آپ ایسے شہ خراج تھے کہ راقم کی شادی میں کثیر رقم صرف فرمائی۔ آپ نے مہاراجہ کاسی نریش و مہاراجہ امبی و راجہ صاحب شندیلہ کی دعوت کی تھی۔ اور بڑا نہ شادی و بموقع سفر ہمراہی سرکار بنارس لکھنؤ دہلی کلکتہ بمبئی میں جملہ اصحاب برادری اور قوم کی ہزار ہا کی تعداد میں بیکلف دعوت کی تھی۔ آپ جو وقت بیمار ہوئے اور دروپاسے لاچار ایک دیر ماہ تک حاضری دیوڑھی سے معذور رہے۔ اسی ماہ میں حضرت غفران مکان علیہ الرحمۃ نے حسینی محل واسٹور سے ہوتے ہوئے آپ کی نسبت دریافت فرمایا اور آپ نے سجاوٹ علاوہ آگے بڑھ کر شاہی استقبال کا فخر حاصل کیا۔ سواری حضور پر نور آپ کے غریب خانہ پر نہضت افروز ہوئی اور نہایت بشاشت و فرحت سے نذرین قبول کر کے گہنٹہ و بڑے گہنٹہ قیام پذیر رہی۔ آپ پر خاص عنایات شاہی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ آپ کے فرزند راقم کے چھوٹے بھائی رائے محبوب راج صاحب عمر تین سالہ کو جن کا نام خاص

سرفراز کرو وہ نام زد شاہی ہے۔) گودین اٹھا کر اغار بنجھا۔ آپ نے  
سواری مبارک کی نہضت افزوڑی کے متعلق جو نظم فرمائی اسکا  
مصرعہ تاسخ یہ ہے۔ تو باقی بے تکلف گو سواری نظام آمد۔  
۱۳ ۱۳ ہجری

آپ نے دختر و دلواسیوں کی شادی کے لیے اورنگ آباد  
و مداس وغیرہ سے خاندان طلب فرما کر ان کی پوری کفالت  
فرمائی تھی۔ آپ کو ہمیشہ وسعت برادری و توسیع تعلقات اور  
مراسم کا خیال رہتا تھا۔ آپ نے تعلیم غریبان کے لیے مکمل مدرسہ  
چندا سا تہذہ مقرر کر کے اہتمام تعلیم باقاعدہ فرمایا تھا۔ آپ کے فرائض  
زندگی میں کوئی ضروری فرض تکمیل طلب نہ رہا تھا۔ آپ اکثر دوستوں سے  
فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو اپنے مالک کے سامنے اس دنیا سے  
کوچ کرنا نصیب ہو۔ اور یہی آپ کی آخری آرزو تھی جو خدا تعالیٰ نے  
پوری کی۔ آپ کو اکثر احباب بصلہ کار گزار ہی حصول جاگیر کی جانب  
توجہ دلاتے رہے۔ آپ نے ہمیشہ یہ کہہ کر انکار فرمادیا کہ جس روز  
سرکار سے میں اپنی ذات کے لئے کوئی درخواست کروں۔ اس روز  
سے میری زبان اور دل میں کسی اور کے لئے عرض و مروض  
کرنے کی طاقت نہ رہے گی اور میں خدمت خلق سے محروم رہ جاؤں گا۔  
میں اس قیمتی خدمت کے مقابلہ میں اپنے نفع و نقصان کی پرواہ  
نہیں کرتا۔ آپ کی سفارش پر ایک معزز عہدہ دار سرکار عالی نے  
باوصف وعدہ ایفانہ فرمایا تھا۔ آپ نے بہت عرصہ انتظار  
کرنے کے بعد آخری مرتبہ جو یاد دہی کی وہ آپ کے مصنف

ذیل کے شر سے ظاہر ہو گیا جو آپ کے صاف گوئی کی دلیل ہے۔ ۵  
 یہیں ہر کام قیامت میں تم کو حکم نہیں خدا تمہیں ہر پیر نہیں امام نہیں  
 آپ زود نویس تھو اور خوشنویسی میں بھی خوب دخل تھا اکثر قطعات آپ کے  
 قلمی اور مصنفہ موجود ہیں جو طبع شدنی ہیں۔

### حالات وفات

آپ کو وجع مفاصل کا لگاؤ ہو گیا تھا۔ آپ کی علالت ۳۲ محرم ۱۳۱۲ء سے آغاز ہوئی  
 اور بڑھ کر بقا بہت اور دوسری کمزوریوں کا سبب مرض قرار پایا۔ افضل اطباء حکیم  
 محب حسین فلیطو جنگ کا علاج تھا۔ آپ کے عزیزوں اور دوستوں نے تبدیل علاج کے لیے  
 بیچارہ کر کیا۔ آپ نے ایک زمانہ اور اپنے غم پر قائم رہی جس سے آپ کا استقلال اور خدایہ  
 پروردہ دم آخر میں تک ثابت ہے۔ آپ کی صحت یونانیو باکٹری گئی اور دو آپ کو فائدہ نہ ہوا  
 اور آخر ۳۲ صفر ۱۳۱۲ء بحری روز شنبہ تہہ ایک دوشی (جو خاص نمک دہلی میں ہوتا ہے)  
 آپ نے انتقال فرمایا۔ آپ نے پندرہ روز قبل سے غذا اور پانی کا استعمال مطلقاً ترک فرما دیا تھا  
 اور کھانا ستر ہندویہ ایک طرح کا روزہ (انش رب) تھوڑی جو خاص شغل اور کمال میں کہہ سکتے ہیں  
 آپ کے زمانہ علالت میں منجانب و حکم سرکار نواب محبوب یا جنگ ناظم المکات فیہ فرض عیادت  
 تشریف لائے تھے۔ اور عالیجناب جاجان راجہ جہا راجہ سرکشن پرشا و بہاؤ یلین سلطانہ شکار  
 و سابق دارالمہار سکا عالی نے قدم خیمہ فرما کر عیادت فرمائی تھی۔ عالیجناب جہا راجہ جہا راجہ  
 آپ نے فرمایا کہ میں بھگتری اور تسکین قلب کے ساتھ جہا رہا ہوں۔ میری علالت غیر موجودگی  
 اور خرابی صحت سے قابل فکر نہیں ہے۔ عالیجناب راجہ جاجان راجہ شیوراج دیہوت  
 آصفیہ ای و عالیجناب جہا راجہ راجہ ترچینوہر آصف نواز و نت بیکٹہ باشی دیگر معززین و  
 ملاقاتی اصحاب نے بھی تشریف آوری سے اظہار محبت و ہمدردی فرمایا۔ انتقال کے بعد

راجہ سری پرشاد آپ کے براہِ راز وہ نے آخرت باقی نامی ایک کتاب شائع فرمائی۔  
 جس میں ناموشعر نے آپ کے وفات کی تاریخین کہی ہیں۔ بعد وفات بعدہ کا رگداری  
 و جان شناری و بلحاظ قدا پروری و ذرہ نوازی جملہ خدمات راقم کے نام بعد و  
 فرمان مبارک بحال فرمائی گئیں۔ اور پندرہ روز کے اندر رسم پرچہ یا فرمائی پنج جملہ مبارک  
 برآمدی کر شالہ سفید فرز کیا گیا۔ اسی طرح علاقہ دیوانی و نیکاری سے بھی حسبِ اہتمام  
 عمل فرمایا گیا۔ آپ کے جنازہ کے ساتھ ہزار ماعلوق تھی اور بعد حکم و اجازت سرکار جنازہ اٹھا  
 غیر خیرات کا معقول اتہام تھا اور لوازمات اعزازی ہمارے جنازہ تھے۔ اس خزانہ علم  
 اور ہمدرد زمانہ نے جو وقت آنکھیں بند کیں۔ ہزاروں دوست احباب شنایا اور عام  
 پسلب کتاب و مضطرب ہو گئے اور آتشک بھی باوجود انقضاء اٹھائیں سال  
 جب کبھی آپ کا ذکر خیر آجاتا ہے تو نہایت خلوص و محبت سے آپ یاد کو جابھیں  
 خصوص شکل اور ہم کاموں کے انقراض و انجام دہی مستعدی و حاضر جوابی آپ کی یاد کو زیور  
 بوجہ قلت وقت و خوف طوالت بغرض معلومات و چھپی مغز ناظرین و شائقین  
 چند صفحات میں اپنے مغز و ختم والد مرحوم و مغفور کے مختصر واقعات پیش کی ہیں۔  
 میں اس میں مبالغہ اور عقیدت کو کام نہیں لیا بلکہ والد مرحوم کے یادداشتوں سے اقتباس کیا ہے  
 آئندہ بشرط فرصت و زندگی آپ کا متفرق کلام فارسی و اردو وغیرہ بھی طبع ہو سکیگا۔  
 جو ایک بہتر ذخیرہ تاریخی ہوگا اور باعث تفریح و دلچسپی بھی۔ فقط

نرسنگھ لاج

## هُوَ الْبَاقِي

— (۰۰۰۰) —

## کلام حضرت باقی

بسم الله الرحمن الرحيم گوی  
مفتاح گنج را ز ایمان گرجوی

باقی نام ذوالجلال لم یزل ولا یرحمیت که ابد الابد باقیست و ابتدای  
ابتدایش و انتهای انتهایش کسی را معلوم نیست - باقی فانی یارای خدا و نمیدارد -  
بعضی اشعار سر غزل باقی نامه و ختم آن می نگارو -

## غزل باقی نامه

بهت یک ذات تو الا باقی  
غیر این نیست تمت باقی  
ما همه آیدین تن تنها باقی  
نام جنونست ز بس باقی

همه فانیست جهان یا باقی  
اس غم عشق فانی اندکن  
دل و جان تا بکوانفت عشق  
شدن مشوق ظهور عشق

یار با تو نشود باقی یار  
واری این حرص و هوس تا باقی



غزل خاتمہ باقی نامہ			
ہمہ عالم فناست اے باقی	نہیت موجود غیر سے باقی	نہیت تن خالیم چو نے باقی	نہیت خبر اتھان چپے باقی
از دوی در گذر ہمہ اوئیم	نہیت در بغیر سے باقی	نہیت در بغیر سے باقی	نام سیکھہ دست کے باقی
رفت بہرام گور ہم در گور	نام سیکھہ دست کے باقی	نام سیکھہ دست کے باقی	نام سیکھہ دست کے باقی
غیر حق کل من علیہا فان باقی نیست بچ شے باقی			
<p>باقی ثانی لاثانی ذات یابرکات محبوبہ ربانی مشوق یزدانی است کہ از ہمہ آدم بمصدق لولاک لما خلقت الافلاک پیش از آفرینش موجود بود۔ و نیز بعد از فنا و نیا و ماقبہا بروز قیامت شفاعت جمیع عاصیان پر معصیت خواہد نمود۔ لغت اورا چگونہ سرایم بر این غزل نعتیہ کہ مشہور جہان و مقبول صاحبان ایمان و ابقان است اکتفا می نمایم۔ مولانا غلام امام شہید اکثر در مجالس مولید۔ ازین غزل را قلم آغاز بیان میساخت و عالم را بوجہی انداخت۔</p>			
غزل نعتیہ			
ترا اول بہ اخفا آفریدند	از ان پس دین دنیا آفریدند	پس از ذات خدا اول خدا را	جالت ای خود آرا آفریدند

نخستین شان و قدر عظمه فرزند  
 ظهور عالم بالا ز پس گشت  
 وجودت پیش آدم بود موجود  
 قد و خد تو را پیرایه دادند  
 ز عکس خنده دندان نهایت  
 دور خسار ترا گلگونه دادند  
 و و گیسوئے ترا پریم کز دند  
 لب جان بخش تو اول شد خلق  
 ز خویت قطره در بحر بردند  
 ز رویت صبح عید خلق کردند  
 بر لب کعبه بروی خوشتر را  
 نشاند ز سرمه مازان محتاج  
 جالت بهر عالم حسن پوست  
 سواد کس دام از خالق کرد  
 نهال قامتت را سایه انست  
 بجاست آفرین جان آفرین کرد  
 ز بهر متان بیکس فرار  
 مبارک آفرینش را که چون تو  
 خدایت رحمته اللعالمین گفت  
 سراپای تو را رحمت چه سازم

از آن عرش معلی آفریدند  
 نخست آن قد بالا آفریدند  
 تننت را پیش حوا آفریدند  
 و زبان فرو و سح طوبی آفریدند  
 بهر عفت شریا آفریدند  
 از آن شمس قمر آفریدند  
 از آن شعبان موسی آفریدند  
 سپس روح سیما آفریدند  
 ز بحر نوح دریا آفریدند  
 ز مویت شام پیدا آفریدند  
 برائے سجده ما آفریدند  
 که چنان تو سهلا آفریدند  
 فقط بهر زیجا آفریدند  
 بدل مازان بهیدا آفریدند  
 ترا به مثل و همتا آفریدند  
 ترا ثما جان جانها آفریدند  
 ترا مادا و علجا آفریدند  
 شفیع روز قضا آفریدند  
 بر کس رحم فرما آفریدند  
 که از نورش سراپا آفریدند

درباتی زہر و صدف آن گل  
بزرگ مرغ گویا آفریدند

باقی لقب ظاہری و تخلص شاعری این فانی البیاد کرد و ہاری پرشاد است  
کہ پدرش رائے زہری پرشاد بن رائے سوامی پرشاد بن رائے راجا رام  
مشوہیت کہ خدمت استیفارسی و شش کارخانہ جات سرکار کہ از سہشت ارشاد  
تعلق داشت تا حال باقیست۔ واضح باد کہ این ہر سہ تن اجداد من مخزن معرفت  
اساسی و معدن گوہ حقیقت شناسی بودند۔ از تصانیف کتب و یدانت نہی  
مشہر جهان و مثنوی دوران گشتند۔ این سچیان را نیز اللہ تعالیٰ بہ آن پایہ رسان  
و اکثر کلام مرا بزبان فارسی ہندی ببا کا و اردو سرور گردیدہ و تائید  
و ایران ہرسانی تقدیر رسیدہ مقبول گردانند۔

### غزل

آہی جلوہ طور معانی وہ بیانم سا  
لبم را معدن یا قوت رنگین معانی کن  
تن بے مایہ ام را پر کن از جان سخندان  
چہ در ظاہر چہ در باطن برو خوشین و اکن  
زبان شعلہ دادی ایمن کن زبانم را  
پہ نیشان سخن پرور نما و رنج دہانم را  
روان جسم نظم و نشر کن طبع روانم را  
ز دل چشم نہانم را ز سر عین عیانم را

خاک گردان جتجوی نام بے نشان خود  
نشانے تابود باقی وجود ناوانم را

باقی ہر چیز فانی است دروے کہ باقیست فانی نیست چون تمنائی مطالعہ رسالہ

نالہ درو و آہ سر و حضرت خواجہ میر درد کہ فقط نام شنودم و گاہے مذیدہ بودم  
 در دل داشتہم اتفاقاً بجهت تلاش این رسالہ ہائے نادرہ بہ مخزن معرفت  
 مولانا عباس رفعت بہ شہر بھوپال کہ مجمع اہل فضائل و کمالات پر نکاشتہم  
 الحمد للہ کہ اذان جانچ رسالہ کہ خواہش خستہ کا لبد عرفان بودند ہمدست شدند  
 کیفیت آن اذین درو نامہ منظومہ کہ در شکر یہ این ہایا بطور سیدار سال  
 یافتہ بود پیدا است و مذاق و اشتیاق باقی اذان ہویدا است۔

### رقعہ منظومہ

مولوی عباس عالی انتساب  
 نالہ آمد ز سوز عند لیب  
 شکل نرگس جلد تن حیران شدم  
 جان فدائے نالہ دل و زانو  
 از نظر گلگشت کردم چند بار  
 آہ سر و حسرت افزا ساختم  
 آہ سر وے بر کشیدم دلخوش  
 یدایم دادی زبان کروم قبول  
 فوز ایمان شمع محفل یافتہم  
 از تو ممنونم درین داریج  
 آہ سر وے گرم بے اندازہ شد  
 شمع محفل از تو گشتہ با فروغ

اے جناب رفعت رفعت مآب  
 تابہ باغ خاطر این خوش نصیب  
 گل گل از گل بانگ او نالان شدم  
 رشک بردم بر نوائے سوز او  
 در چنین باغ بسیط پر بہار  
 دیدہ واکروم تماشا ساختم  
 نالہ دروے کہ میکروم تلاش  
 نالہ پر سوز دیگر شد حصول  
 درو دل چون مرہم دل یافتہم  
 خواستم وونخہ حاصل گشتہ پنج  
 نالہ درو از تو پر آوازہ شد  
 درو دل آرام جان شد بے دروغ

از دکن تا کشور چین و خطا آفرین بر اے خوب و بیک من آفرین بر شاه و عہدت آفرین آفرین بر بہت آن قدردان آفرین بر دولت و اقبال باد آفرین بر این کتاب لاجواب آفرین شد رشک صبح شام درد صد ستایش از دل جان میکنم من فراموش نکردم زمینہار	ز پر طبع از تو شد این چار را ساختی مشہور بر تحریک من آفرین بر سخی جہدت آفرین آفرین بر بیکم شاہ جهان آفرین بر ملک بھوپال باد آفرین بر خوشنویس این کتاب آفرین شد از تو زندہ نام درد صد ہزاران شکر احسان میکنم و رجواب اردو پیشد محذور دار
درد دل باقی عقیدت باقیست یا رہا باقی ہست و صحبت باقیست	
باقی را چون رسالہ نالہ و رو و آہ سرود و رد دل و شمع محفل ماورائے نالہ عندلیب پرست رسید آنچنان شعلہ نالہ و رو و شرارہ آہ سرود و رد دل سر بر کشید کہ شمع محفل حضار گر دید و آنقدر فیضان مطالعہ آن چہار رسالہ عرفان استعداد انتہاء آگاہی ہم رسانید کہ بتوید این رسالہ و رو باقی و و رو ساقی کہ دودلیت از سائیکین درد و جرعہ الیت از ساگران ساقی معرفت یکتا فرو جرات نمود بہ ذلکہ ربائی و شعر خوان آن میزان بنیم توحید و جرعہ کشی و پیمانہ پیائے مضبوط آن ساقی و حید بخود شدہ ابواب کشف برو دل غفلت خود بر کشود و برنگ نالہ عندلیب و چہنستان دکن ضلع عجبیب	

انداخت ازین دور باعی حالیه راز مزمل بند ساخت۔

### رباعی

درو باقی کہ جرعه ساقی است  
دردے کہ بہ نینجانہ درد و دوست  
ستی افزائے بزم عشاقی است  
باقی از بہر فرحت باقی است

### رباعی دوم

این درد باقی است و درو ساقیت  
و رو نیست ز نینجانہ درد آن درد  
ستی افزای بزم عشاقی است  
باقی از بہر امتشاط باقیست

باقی باد فرخندہ بنیاد حیدر آباد کہ بہ یادری تقدیر قسمت خدا داد اتفاق  
مولد و نشانے اضعف العباد و گروہاری پرشا و باقی درین سرزمین مینوسوا  
اختاد۔ یہ فضل بہرکت و شرکت نام مبارک حیدر کرار محسود بلا و است و شرکت  
روم و بغداد نام سلطنت اسلامیہ درین زمانہ پر فتن و فساد ویرین و یار  
باقیست و پیردش گاہ ہر قسم نام و عباد کہ مراد از زومی و زنجی و پارسی و  
فرنگی و عرب و عراقیت۔ چہ میدانی کہ حامی و حارس این شہر ناورد الدہر کہیت  
و باعث ابقائے امن و سلامتی ریاست چیست آگاہ شو آگاہ شو بہر جاوہ  
بد اعتقاد می مرو کہ چار سوئے اطراف و اکناف این دیار و لیائے کبار کملان  
اخیار ہچون اشرف العارفین حضرت بابا شرف الدین صاحب قدس سرہ و  
جناب حق بین و حق جو شاہ را جو صاحب دام برکتہ و یوسف مصر علم الیقین  
یوسف صاحب شریف صاحب منیف نور اللہ مرقدہ و ضیائے شمع روشن

حمین شاه ولی صاحب قبل طایب سجدہ بنبرہ حصار برد و گردہی و چہار  
گردہی این بلکہ زیر زمین بہ افضل الرحمین آسودہ اندک کسایش تخت گاہ  
نظام و باعث امن امان کار و بار اہل اسلام ازان ہویدا ست۔

### غزل

شہر یار و بجان دل غلام اولیا ست  
و حقیقت ارتقا و ارتقا و ارتقا  
تا کہ در اطراف و کنافش قیام اولیا ست  
خطبہ و ہم سکہ اینجا نام اولیا ست  
تا سر آمد او زیر جام اولیا ست  
بر بہرہ اعلام نصف از اہتمام اولیا ست  
تا کہ باقی اعتقاد و اخلاص اولیا ست  
خسروا جبرہ نوشن دو جام اولیا ست

حیدر آباد کن بیشک مقام اولیا ست  
ظاہر گو نظم و نسق ارکان دولت میکنند  
از مخلص جیت بیم و در ترزل جیت باک  
نام زو محبوب سلطان از برای خیر است  
آن شہ آصف لقب غم ز خوف و تمنان  
تمنہ خانے کہ از شاہ عنایت شرعاً  
حیدر آباد ست پیش آباد دیگر ملاد  
دفع گشتہ ساقیا اندر شیرینج و خمار

از چہ باقی مینامی فکر شہر و شہر یار  
خوف باقی بنیت و حفظ دوام اولیا ست

باقی خانی تو عجب مرونا وانی کہ با وجود خدا وانی خود را بندہ نشو و سلطان و خاندان  
سلاطین تکفل جهان بانی می شماری و بہ ہوس نوبت و عمارت و خطاب خدا  
سرکاری خیال اطاعت گزار می خداوند حقیقی نمی داری اگر سپاس بہ کار مالک  
مجاز مصروف می باشی پاسے خود را مشغول و مالوف یاد آہمی دارو اگر تمام روز در

ناموری مانی دے یا لحظہ روئے توجہ یہ بارگاہ کار ساز بے نیاز بیار۔

## غزل

<p>ہاں بنیا خیال دین ہم دار پس پس پیش چیت ممکن بہت آفرینش تمام گوازت شاد مانی بہ عالم فانی</p>	<p>حفظ آن کن لحاظ این ہم دار پیش بینی غم پسین ہم دار یاد آفتاب آفرین ہم دار درد او درد دل حزن ہم دار</p>
--	--

در مکان جہان کہ می مانی  
باقیا خاطر ملین ہم دار

باقی سراسر فانی سرست دادند کہ در نماز بچگانہ بہ بارگاہ بیگانہ سجدہ شکر  
نمای۔ نہ کہ از سر سختہ بہ دستار رنگین آرائی و بہ کلاه زرین  
وتاج مرصع سرخشم و تکلف بر آسمان تکبر فرسائی چشت دادند کہ  
مشاہدہ جمال وحدت و تماشائے قدرت سازی نہ کہ نگاہ بد و نظر  
حسد بر چہرہ پروگیان عفت و عصمت و خوب رویان نیکو صورت بہ نیت  
فائدہ اندازی گوش ہوش دادند کہ پند بزرگان نیک نیت و وعظ محققان دین  
مبین بہ عقیدت و اثبات بشنوی نہ کہ بہ شکایت انہائے روزگار کشائی  
و بہ سماعت افسانہ فاسق درد ہی زیانت دادند کہ شکر نعمت ہائے  
ناستاہی و وظیفہ اسمائے الہی کہ اہی نہ کہ ہمہ وقت تبلیغ گوئی و شام  
و شازہ خای اقسام ہدیان سراجی افزائی دست دادند کہ بہ اعانت و شکر



در ماندگان ضعیف به شجاعت و سخاوت پیش آئی نه که از دست برود و رست  
 زید وستان کمزور را پیا پیاموده قوت از مائی نمائی پاست دادند که بر جاده زیارت  
 متبرک درگاه اولیا و انبیا از ره صواب شنائی نه که به پامالی موران و لکد  
 کوبی کوران مورد عذاب شوی و انتقام آن یابی - افسوس هزار افسوس  
 که برخلاف شیوه انسانی قدر عطائے خلقت نهد که مناجاتی ساختی  
 و وجود مسعود خود را باین اعمال نامحمودا بود نموده در کتم عدم انداختی -

### رباعی مولف

خود را انسان باین عمل میدانی	حاشاک الله بدتر از حیوانی
از هستی تو نیستی افضل باشد	گشتی تو ز دست خویش باقی فانی

باقی از منم هیچ پیرس و از منم تشریح مجود و جاده استدر اک ملت  
 که مفتاد و راه پر پیچ و از نهاری منوهند ویم مگر سنگ دست نشاند خود  
 نام خدا نهاده مشرکی نمی گنم - مسلمانم اما خاص مسجد را خانه خدا تصور ساخته بر زمین  
 افتاده سر بر سنگ نمی زنم - بت من در تخیانه من است نه در معبد بر همین -  
 نماز گاهم در طاق دل است نه در کعبه آب و گل -

### شعر

مبارک حاجیان را بعد از قطع منبر لهما	من از راه صفا کردم طواف کعبه و لهما
--------------------------------------	-------------------------------------

تشنه صندل ز نهاری پیشانی نمی کشم که در دستان منی زاید داغ سجده را هرگز بر جیب خود

جائے نمی دہم کہ تیرہ روی می افزاید -

شعر

بجدا تابه در بتکده پیشانی بود      قشقه کفر من از نور سلمانی بود

غزل

ترا ز کفر سلیمانیم چه در کار است      ازین دوست خوش آن کالین غفارا  
 بگی ز پریش او عاست بد مور و قس      بگی ز بخشش آمرزش گنه گار است  
 مرا ز جنت و دوزخ امید نیست      قضا ش بهر چه بخواید کند که مختار است

بگی ز مکر متش در و باقیست آرام  
 اگر از شیتش آرام در و آزار است

غزل دیگر

نئے کافر بد کشیم و نئے کافر بد کشیم      آزادہ عشقم نہ چنانہ چنانہ چنانہ  
 شد قرعہ بدنامی او نقش جہنم      من کافر عشقم چه بود کار زو نیم  
 خوانی اگر م عاشق بے کینه ہمانم      وانی اگر م سبده درینہ ہمینم  
 جائے کہ بود پردگی حسن مکانم      آنجا کہ کند جلوه گری عشق مکنیم

فانی اگر م خواند بہ تقیہ چنانم  
 باقی اگر م گفت بہ تیرہ چنانم

باقی وحدت بے شرکت اور در عالم کثرت چگونه پدید است باید فهمید  
عکس آفتاب را هنگام نصف النهار در تمامی طرف پُر آب بے شمار جلوه نور  
منور و روشن ظاهر و نمود است باید دید پس ظرفی را از ان طرفیا  
باید شکست و باید دانست که فقط ظرف مفقود است و تاب آفتاب بلامر  
کاست بر جای خود موجود -

بیت	
چون عکس بر آینه جلاست جدا بانی فنا چون بود کل و غیبه جداست بانی همه مشتق ز فانیست و فناست	آن شوخ طردار با هست و بمانست آن دلبر عیار با هست و بمانست این کون مکان غرق در آب فناست

بیت	
معنی باقی و فانی این است	همه او خود همه دانی این است

باقی دل تقدس منزل خورا که منظر انوار تجلیات یزدانی و مصدر سعادت  
نورانی از فیوض تقویر است سبحانی است از گرد و غبار و سواس  
لا طائل لفسانی و خس و خاشاک باطل خواهشات شیطانی مکدر ندارد وین  
گل زمین همیشه بهار تخم میلان مکار - این مرآت حق نما را زنگ آلود ساز  
و این الماس شفاف را در خواب غفلت میاندازد - نخته آهن از منقلد  
روکش آئینه مصفا میگردد و ابلیس از آلودگی گردد و غبار سیاه  
می پذیرد -

غزل	
سازم چه با مجاز شریف بیان دل	افسوس نیست کسی را زوان دل

چون آئینہ صفا کن و نگہ میان دل پیوند حرف نیست ازین رویان دل	اے بے خبر تو صورت اصلی خویش را باید کہ دل دوپارہ بداری ز درد و عشق
تا چند ضبط ناله و فریاد با قیام باقی نماند حوصلہ استخوان دل	
غزل دیگر	
ہم اشک جگر سوز کباب است دل ما ہم ساقی و ہم عالم آب است دل ما دریاب کہ نازک ز جباب است دل ما گر خیم بطون است کتا بست دل ما از بو و تن ما بہ حجاب است دل ما اے خانہ ات آباد خراب است دل ما	ہم قطر خون می ناب است دل ما ہم شیشہ و ہم جام شراب است دل ما تا یک نفعے راست کند غرق طوفان است ہر داغ و درو نقطہ اسرار الہی است ہر چند کہ بے پردہ نمایان شدہ دلدار از خانہ بر اندازی آن خیم فنون ساز
جائے کہ بوجہ دل خلق بیک زلف باقی تو بگو و در چہ حساب است دل ما	
باقی دے بخود و آو خود را بشناس و اسرار خدائی را و خود بیاب و قدم بقدم این خدا فراموشان بخود گذار شتہ بر جاہ غفلت شتاب	
غزل	
پر دہ یار غار خویش تنی	اے زہستی غبار خویش تنی

<p>شد حجاب تو بود نابودت  دل مصفا کن و تماشا بین  دل پر داغ خویش را خون کن  ذات خواهی صفات را بگذار  چند با این دان شوی مشغول  از تویی و منی هزارا فوس  ز سفید و سیاه کارش چیست</p>	<p>از میان خیز یار خویشتنی  که خود آئینه دار خویشتنی  که سراپا بهار خویشتنی  چند در اعتبار خویشتنی  دشمن روزگار خویشتنی  رهزن رگزار خویشتنی  که تو لیل و نهار خویشتنی</p>
<p>شش جهت یک جهت خود باقی  یکدمه گرد و چار خویشتنی</p>	
<p>باقی این هزار نباتات مختلف الا لوان که بهار افراسی ویده بصیرت  و این جمادات پست و بلند اقسام کو بهار که رنگارنگی انواع سنگ سر  به فلک می ساینند و این انوار شمعان نجوم و شموس و اقمار و ثوابت و  سیار که نه سپهر گردون گردان جهان و جهانیان را پایش بقدر عبید  مستیز و مستغنی می نمایند باعث ظهور و شهو و لیل و نهار روزگار می باشند  فاعل این همه کیت باید وید و صانع این صنعت های عجیب و غریب  که پیدائیت یا بد فهمید</p>	
<p>ویدی نقش و نگار هارا  این دانه خشک چون شجر شد</p>	<p>نگار نقش کار هارا  گل کرد چنان شمار هارا</p>

در باغ خزان چگونه آمد	آورد که این بهار هارا
باقی مشمار اعتباری این صورت اعتبار هارا	
باقی این ملوکان ممالک که ملک محروسه و مقبوضه خود را ملک موروثی نمی انگارند و خود را مالک و وارث مملکت می شمارند از مالک الملوک لمن الملک المومع که توتی الملک من تشاء و تنزع الملک من من تشار در شان تنزیه نشان آگاهی نمی دارند و قتی که جیل قلی می توکلیم ملک الموت می تواند جمیع املاک ملوک را واهی گذارند و خود را در بهمان خاک بلکه چار و تا چار می سپارند	
غزل	
باقی نه ملک هست نه آن شهریار ملک تا چند ملک داری تو هست ای ملک دارا و کیقباد و سکندر کجا شدند رنگ زمانه نیست به بیک رنگ باقی	بر نقطه قناست مقام و مدار ملک در ملک خویش آری چه نمودی شمار ملک بر نام شان بماند کجا اعتبار ملک باقی دوام هست خزان و بهار ملک
باقی این شاوخیان مشیخت مآب و فاضلان فضیلت امتیاب و واقفان مسائل شریعت و مقننان قانون عدالت که بطا بر طالب علم شریعت شده در حقیقت طالب دنیا و دولت می باشند و فقیه پاور می تقدیر از مکر و تنزی و پیرو سعی و تدبیر بر مسند نصفت و انصاف اجلاس نموده	

ممکن می شود با غرض ذاتی خوف منتقم حقیقی و ترس عادل تحقیقی را بدل  
 راه نداده و پریده قانون و دستور چنان ظلم بر مظلومان نمی افزایند فقط  
 اظهار باطل چهار گواه و اعتبار سوگند های بی و نیان روسیاه که قرآن شریفنا  
 بر سر می بردارند و تعظیم آن می انگارند هزار بار با خلق الله را خواه مخواه  
 تباہ می سازند و نرو و غایب عیاری می بازند و بر راستی خودی سازند و می بازند  
 و بال اعمال این باز دال سلاطین ذی اقبال می گرد و موجب  
 استقیال روسائے یا جاہ و جلال می گرد و -

ظلم ارکان باعث نقصان سلطان شود از گناه عاصی در جوشد غارت جہاز	ستم رکنی موجب تخریب ایوان می شود شهر آبادان ز بوم نخس ویران می شود
--	---

باقی ہو شدار و با ستم حکایتی کہ سے سرایم گوشدار کہ بر یک شاخ درخت  
 ہمائے بختیار و زاغ تا یکبار ہر دورا قرار بود و در زیر سایہ آن حصیا و  
 شایق شکار با کمان و تیر تیز آبدار بر بستر خواب می آسود - آن زاغ عیار  
 بروئے صیاد مذکور غلاظت ریختہ فوراً پرواز نمود چو ازین آزار صیاد  
 بیدار شد و چشم خواب آلود بکشد و بغضب موفور زیر بلایر ہمائے بے قصور  
 از بد گمانی آتچنان برزد کہ جانش پر بود -

آن زور کہ ساخت و عمل زار کہ شد جائے انصاف بہت یارب انصاف	گل کہ گناہی کہ او خار کہ شد تقصیر کہ ساختہ گنہگار کہ شد
---	--

باقی - اعتبار زندگی ناپائدار چیست بزرگ حباب وجود و عدم آن را

قیام و قرار سے نیست تا نفس راست نہائی غرقہ طوفان بلاست تا دم کوشی  
از سیلاب حوادث گرفتار چار موج فناست دریاب دریاب و ازین طوفان  
پرگرداب یرنگ موج برکنارہ سلامتی بشتاب۔

شعر

زندگی نقش آب را ماند      ہستی صاحب را ماند

وقف

درین بحر شکل حبایت من      ہمان لحظہ مردم اگر زبیت من  
سیر آرام فانی نہا دند باقی      کہ باقی نیم عین فانیت من

باقی۔ این وجود بے بود فرع را از اصل دور نمود و از عالم تنزیہ برآورد  
و در وسط تقید انداخت و از آشنائے حقیقی مجبور نموده نا آشنا محض ساخت

ما بدر یا چون حساب افتادیم      از تعین و رنجاب افتادہ ایم  
بوو ما شد پرودہ معبود ما      بر رخ خود چون نقاب افتادیم

باقی۔ باقی عمر را غنیمت بشمر و امید باطلہ یک صد سالہ مفروضی ز نہاریدار  
اے غافل بچاہ و از ان ہر شام بر بستر استراحت و آرام و از کشیدہ کم ساری  
و پانزدہ درایم طفلی نزد دلہو لعب از بے شعوری در باختی ہمان قدر در جوش



جوانی غریبی شباب خراب ننودی بعد تجربه این سی سال پس از هشتاد سال  
 نوفرضا اگر زنده بماندی در عالم پیری ضعف و ناتوانی افزودی و بنزد  
 مرده بدست زنده بودی - اے غافل نادان سواد و مواد داری  
 حساب گیر باقی عمرت چیست افسوس هزار افسوس سرمایه عمرت بدست  
 هیچ نیست -

اے بجز خویش چو سازی شمار عمر از جمع و خرچ خویش چو بینی حساب	ظاہر شود سیاهی ناپا دار عمر باقی بدانی حاصل نفع و ضرر عمر
--	--

باقی پرین پریشان است و مرشد من ساقی خکده دوران که سقاہم  
 ابہم شراباً بطور ارشعہ از جام فیضان اوست جرعه نوشی و درویشی  
 می نامیم از لطف کیفیت آن ہر آن خیر و بخود می شوم از کون و مکان اول  
 دل برآید خود را کہ چون خوشه انگور راست سر از خون می نمایم دور خکده  
 تن رنجور و در چنان میدہم گذار کہ اثر سے ازان باقی نمی ماند - بعض  
 وقتے از قرین دیدہ مقرر گردیدہ بصورت اشک می چکد و بادہ ناب  
 دوا تشہ عرفان میگردد و مانند باوصہبائے قند ہوش و عقل را نمی زواید  
 بلکہ سرور تصور الوہیت می افزاید -

چنان داد ساقی شراب التم ز تو بہ شکتم بے عہد بستم	کہ بے ساغر و شیشہ تا خمر مستم شکتم بہ بستم بہ بستم شکتم
اے یار ہوش تو کہ شراب خواری و بہ علت وایم الخمار می گرفتاری	

و بجز حرام کاری و بدشعاری از حلال و حرام خبر نداری کیفیت نشئه معرفت آبی  
چہی انگاری - ہر چند کہ خود را از جبرئہ نشان مقطعیہ مای پنداری -  
باقی کسانیکہ بفرط ہوس جمع زر نموده خود را مالدار شمر وند و بر آ  
و نات نہ دادند نہ خوردند آخر بمر وند و اندوختہ خود را بدیگران سپردند و بجز  
اعمال قبیحہ ہمراہ خود هیچ نہ بردند -

## غزل

در میان لفظ از پیوند نیست مختصر بر زر بکلمہ جہاں است وین نگردد حاصل او را زینہار	زان رفاقت ز رندادہ پاکسے تارک ز زانیست و رونیا کے ترک و نیار انساؤ تما کے
--	---

وین نہ اند باقی از دنیای کنی  
چون کنند این ہر و ور کجا کے

باقی ہر چند کہ برائے ترک دنیا و ہوس زر تازیانہ ہدایت پراثر بردل و جگر  
ہر بشری زنی و سفر زر و دولت و نیائے دون پرور میکنی حصول صواب  
و خیرات و زکات و ظہور باقیات صالحات مختصر بر آن است کہ از  
آسایش جان جہان و جہانیاں است -

## اشعار

سرا و پل و مسجد و خانقاہ	شفا خانہ و مدرسہ نروچاہ
--------------------------	-------------------------

بدنیاست ازال داران تمام	بجز زنگرد و کہ فیضان عام	
عدم و وجود مفلس در عالم امکان برابر است و بے استطاعتی و بے فیضی و بے بضاعتی ظاهر۔		
	اشعار	
چه از پائے لنگ است امید سیر کہ بودست خود بار ہمسایہ		چه از دست مفلس شود کا خیر چه فیض از وجود تہی مایہ
اسے یار ہوشدار۔		
	اشعار غزل	
کیست آن کو نہ خواہگار زرت حلقہ زن گرد و بر جزار زرت خوبی کار کا شکار زرت		ما تو کس یار نیست یار زرت ہر کسے ہیچو صورت پر کار تخم نیکی بکاشت اندر دہر
	گر گل خیر شفقہ باقی از گلستان دل بہار زرت	
باقی اگر مالداری حسب ہدایت شاستر بر ساز و بکثرت دولت تکبر مکن روز تہار منازہ پنج حصہ داخل خواہشمار یک حصہ آن را در امانت بگذرا		

تا فردا یا روز سے آید بہ کار و از حادثہ و انقلاب روزگار نشوی خوار و ذرا  
و یک حصہ آن را بہ فقرائے متوکل و غریبائے صاحب دل و محتاجان  
دور افتادہ اندام دشواری و شکل بسیار و حصہ از آن جماعت قریب و غریب  
و خویشاوندان غریب پندارد و حصہ آن بہ مرفہ لایب دی و ضروری خود  
بیار کہ اعتبار دولت تو ہموارہ بماند یا بدار۔

## اشعار

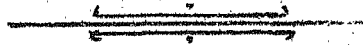
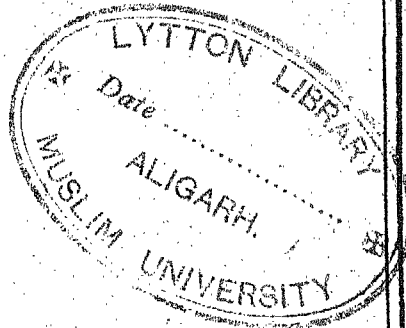
صرف مال خود بدین تدبیر کن خرج تو از دخل گرا فرون بود گر نہائی صرف ز زر را نیکن	از قناعت تکیہ بر تقدیر کن کم شود گر دولت قارون بود باقی کے ماند ز گنج شایگان
--	--

باقی این شیر کہ بامیشش نمک شود یا از ترشی صحبت بالفرد و البتہ  
تغیر شدہ صورت جفوات می پذیرد و از کشتہ ہڑتال ہدایت پیر مری گوی می کشی  
پند دل پذیر باز رنگ شیر می گیر داین نسخہ حکمائے مصری را اگر بدانی  
و ہم باطلہ تبدیل اوضاع را از دل دور گردانی۔

## غزل

بکن غور غافل چہ بودی چہ گشتی کہ از راہ شریان رسانید خونت چہ گلہا ز نور ستہ در باغ عالم	میں از فیض کامل چہ بودی چہ گشتی نقصور کن اپیل چہ بودی چہ گشتی چہ دانی تو اے گل چہ بودی چہ گشتی
--	--

بسماء شاہل چربودی چرگشتی	گجے جام و گزہ و گزہ خمتی
	شدی گاہ باقی شدی گاہ فانی چہ حاصل چہ حاصل چربودی چرگشتی



باقی اگر دانهائی بدانی که دانه ته نشین زمین اول ریشه می شود و از  
 ریشه شجر و از شجر شاخ و از ان شاخ برگ های باریک و فراخ  
 و از ان برگ های شکوفه و از شکوفه ها ترگر دیده نام اقسام تا وقتیکه خام  
 می باشد به تبدیل الوان بگزشتن چند ایام تا هنگام شکلی اتهام تغییر  
 اوضاع می بردارد و مذاق و مرام کام های نام گوارائی ترشی و شیرینی  
 درختی طعام می باید - و قتیکه آفتاب فیضان هدایت اهل الهی بد  
 و نقص خامی می ریاید بنام اصلی خود می گراید و بنظر خواص و عوام  
 همان دانه بنظر می آید - از اینجا باید فهمید و تماشا کنی وحدت و کثرت  
 باید دید -

### غزل

دانه بودم به ته خاک اگر گردیدم برگ نورسته شدم غنچه شکفته شدم باز پرده شدم خسته و افروده شدم آخر کار شدم بخت ز تاب خورشید	ریشه گشتم پس از ان شاخ و شجر گردیدم زان سپس رنگ گل تازه و تر گردیدم بعد این نشو و نما خام شمر گردیدم پس به انجام همان دانه ز سر گردیدم
---	---

نگر و وحدت اصلیت او باقی ماند  
 گو که صد گونه به اوضاع دیگر گردیدم

### رباعی

بر دانه که در زمین نهان می گردد	با صورت مختلف عیان می گردد
---------------------------------	----------------------------

انجام چون بگری همان می گردد	درو حدت او خرق نشد زین کثرت
<p>باقی زمزمه سرائی و لغنه آرائی را بعضی صوفیان صاحب حال رد او را          و اکثری حرام و ناجائز پنداشته . اگر برائے رفت قلب و مشغله          خدا شناسی است جواز است و اگر محض بجهت حفظ نفس تعیش اندیش خویش          می سازی ناسازست بجائی و روانے او پے ایلیان حالی است          ورنه چون و پل تپی مایه بجز شور سیم خراش از اسرار معانی خالیست . کتا          زمزمه باقی که اوزان هندی موزون نموده ام در وسای وحدت          ازان کیفیت افزاست و در و باقی از هر زمزمه دل که ارزش هویدا          ازان یک زمزمه ترانه و دیگر کبیت فارسی بیکانه که خوشتر از دو کاه و          سه کاه عراق ست بطور مذاق می سرایم و بجز شش این مضرب          رگ جان اهل دل و عارفان کامل را چون تاز طنبور تحریک داده          به قانون مطربان و ذوق به زار نالے شوق می گرایم .</p>	
	ترانه
تن داو تا دانی تا دانی تا دانی تن ثنت تا چند نا دانی تا دانی	دل داو تا دانی تا دانی تا دانی تن در چه تن واری تن در چه تن واری
	دیگر
توی توی توی توی توی توی توی توی من من وانا که غافل روی اوئی اوئی	باقی اندر گلشن دوی هر دم طوطی آساگوی با و وصل سازی هرگز در کنتی که دوی دوی

یعنی اندرین گلشن دوی کہ بر جاوہ سن و مائی می پویی اگرول شناساوار  
لازم است کہ اورا بجوی و بسان طوطیان خوش بیان و پریان نغمہ خوان  
ہر دم و ہر آن توئی توئی بگوئی ز بہار با او وصل نیابی ہرگز دوی بکئی  
و عوائے من و مائے کئی مینائی کہ دوی اوی ۔

باقی حافظ حقیقی ہر ذبیحیات مخلوقات را در کائنات از اوقات و  
بلیات نجات می بخشد و محفوظ می دارد و این حادثات و اوقات  
کہ حادث می شوند نتیجہ اعمال شنیدہ و کفر افعال قبلیہ اوست اگر  
بہ استغفار و زار مانے با ہزاران خشوع و خضوع بہ بارگاہش  
رجوع آرد و برضائے اوراضی بود بہ مشیت الہی خود را بسپارد  
اولے ورنہ از کردہ و نا کردہ ازان بصیر و خیر را چہ پروا ۔ نقل است  
کہ طائرے بر شجرے جا میداشت و صیادے و ربائے آن خشت  
تیر جان گیر را برزہ کمان نہادہ برائے نگارش از کین نگاہ ہمت  
می گماشت آن مرغ بیچارہ از شاہدہ این حال بخیاں پرواز نظر  
بجانب آسمان نمودنہ بازے دید کہ از بلندی بر سرش از تیر بانے  
می رسد ان وقت بجائے نجات نیافتہ بجزو الحاح و رآدہ باین ترانہ  
زمرنہ باقی مترنم گردید و دعائش و رجہ پذیرائی گزید ۔

### ترانہ

رہنار حمے پر عالم  
ایضا

بے پر بے عالم

زاری من نشو سیمعا زاری من نشو تا کہ در عالم  
نقد عرفان بخش مکر یا نقد عرفان بخش پیے زربے عالم



بر تو پنہان نیست خیر بر تو پنہان نیست باقی احوالم رہنما رحمت بر عالم

کہ ناگہان مارے صیاد مذکور و گزید و دوران بد خواہی تیر از شصت  
وزہ کمانش خود بخود رہا شد و رحق آن شہباز کہ قریب آن مرغ  
گردیدہ بود بہمنزلہ ناوک قضا شد و بجانش باین واسطہ غیبیہ وقوع  
انجامید و کار آن ہر دو ظالمان باین سامان با تمام رسید -

ذات پاک او کہ الرحمن القہار است گرترا از صدق اول توحید استغفار است خار و آزار بخشی باز قہرش وار است یار بروقت عتایش بدتر از انعیار است	رحم و قہرش مخمّر قیمت و کردار است معفرت یابی بلا شک کن خدا غفار است وار و در ہنگام جہش کم ز نوکیل است غیر ایا راکے یاریت کجا یار است
---	---

بر وقت معصیت بجز اللہ از دیگرے استعانت نخواہ چہ بحال است  
کہ بخیر و دیگرے بگیرو در پناہ -

رباعی

درخواست بجز خدا نمئی باید کرد از ناخن پانہی کشاید گر بے	لب را پے صرف و امنی باید کرد زین یاران التجا نمئی باید کرد
--	---

باقی - این عالم فانی بازی گاہ طفلان است ثباتے و قرارے نمودار و  
ہر چہ کہ در آن است راقم در سالے جشن شادی دخترے ہیما نمود و فرحی

بدیگر جمیع اطفال آنقدر حادث شد که پریشانی بر پریشانی افزود - غرضیکه  
 به بے لطفی تمام شادی به انجام رسید - لکن هیچ یک طفل از اغذیه  
 اقسام این تقریب شیرین کام نہ مگردید - عہد واثق با این طفلان نہ بود  
 کہ بعد صحت ہر چیز خوردنی را تیار نموده خواہم خورائید بفضیل او نعالے چون  
 موقع آن بیاید شادی لعبت باکے طفلان بساط بازی بگسترانید  
 این تقریب غریب را بخوبی تکلف و ادا م بہ تصنیف این غزل لطیف  
 زبان عبرت ترجمان را برکشادم -

### غزل

مبارک با لعبت بازی طفلای باقی چو گرد ختم بازی نہ سازش اصید و تے بزرگ خیال بازی طفلان است این عالم چنین بازی باضی شد بے حال اگر سیکر و اگر من بازی آیم ازین بازی باید کرو درین دنیا باشد هیچ کس نہ غم زین پس مرا این بازی لعبت خوش آمد بمرہ طفلان	بدان کار چہاں را ہم بدین سوالی باقی تماشا یکدست کس باشد خوشحال ای باقی در ہر تہتیاں مختلف اشکال ای باقی بدینسان ہم شود در عہد استقبال ای باقی پے بازی و گری آید از سوالی باقی تو ہر مانند طفلان باش تا رخ بال ای باقی مبارک خوشلان رقص ہم وہاں ای باقی
--	--

گم از بازی نباشد فکر خانہ داریت ہر دم  
 ہمہ ہیچ است ناہد با تو نیک عمل ای باقی

### غزل دیگر

هم آواز ند و در پرده به نغم حال ای باقی  
 غم و کوزه سبوح جام صفالین کاسه می باشد  
 بزرگ اعتباری لایق شاه و کد اگشته  
 و یعنی مثل احوال نیست شایان هر چه حد را  
 تعاقب ملکوت ادب و بسیار دین دنیا  
 همه مانند ماضی حال ماضی میشود فردا  
 تو کافر مشرعی چون بحث ایمان میکنی از ما  
 ازین دار فانی نه قصد رفتنی داری  
 پذیرائی هر چیز نیست بر فضل و عطائی او  
 ندیدش از کجا آیم نه دیدیم ندید او  
 اگر او کن نیگفتی نمی گشتی فکان پیدا  
 کمی عمر خود از پیشی ایام می خصم  
 جبال و آسمان ارض را یار نشد آنکه  
 حذر از صحبت این قصبه ویرینه و مینا

صد کفر و چنگ در باب و تنال ای باقی  
 هزاران نام شست خاکت من تنال ای باقی  
 ز یک شمش است و تنالین کلیم تنال ای باقی  
 به یک چشمی نظر کن صفت احوال ای باقی  
 چه باشد اعتماد دولت و اقبال ای باقی  
 چرا امروز سازی فکر استقبال ای باقی  
 بجای حال باشد ذوق قیل و قال ای باقی  
 هزاران کاروان هستند در تنال ای باقی  
 بر مضاف عید گرد و غره شوال ای باقی  
 که مثلش نیست پیداهت بی تنال ای باقی  
 شد این ایجا و کج وین هر وجه تنال ای باقی  
 ز دستم رفته هر آن روز ماه و سال ای باقی  
 بنیاز من امانت را بشد حال ای باقی  
 هزاران شوهران با کشته است این تنال ای باقی

کجا گنج و کجا قارون ز مال مال میداری  
 که انجام از فساد و حال مال ای باقی

## رباعیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ رحمۃ راجہ باقی مرحوم

درود	خداوند یسوی باشد میراۃ جمالہ جمیع الالکوان	فی الخلق وجدۃ وانکان ہوا فی الکلون لما ریت الالایاہ
باقی	اُس پاک کو حمد نام ہی جکا ہی خدا ہے اوس کے جال کا جہاں آئینہ	پایا اوسے خلق میں وہ ہی اسکی سوا دنیا میں نہ کیا مگر اوس کو دیکھا
درود	اللہ قضا کل قضاء قدر لاحول ولا قوۃ الا باللہ	واللہ بہ وجود نفع و ضرر لولا تاثیرہ لما کان اثر
باقی	اللہ ہی کا حکم ہے قضا اور قدر لاحول ولا قوۃ الا باللہ	سو کند ہے اسکی قضا نفع و ضرر تاثیر نہوتی اوسکی ہوتا نہ اثر
درود	لا انت لذاتہ ولا توصیف الجزع عن الدک لدرکت باہو	لا امر لوجده ولا تکلیف لا اسم ولا رسم ولا تعریف

اُس ذات کو گفتی نہ ہو کچھ توصیف اور اک سو عاجز ہے بشر وہ کیا ہے	باقی	پانیکو اُس کے امر ہی نے تکلیف بس کچھ ہی نہیں ہی اسم و رسم تعریف
اللہ تعالیٰ علیٰ الطہور الاسما بالشمس کما یغی جرم القمر	ورد	ایا ہ و جہدنا حضور الاسما الخلق موریہ نور الاسما
اللہ کی تجلی ہے ظہور اسما خود شید سے جس طرح منور ہی قمر	باقی	ہم نے اُسے پایا بہ حضور اسما یون خلق منور ہے بہ نور اسما
لَا یُوجَدُ لَاجَاعِلٍ وَلَا مَجْعُولٍ أَدْرَكَتْ وَجُودَهُ بِالشَّرْطِ الشَّ	ورد	لَا شَيْءٌ وَلَا فَاعِلٌ وَلَا مَفْعُولٌ لَا عِلَّةَ وَسُهْنًا وَلَا مَسْلُوقَ
کیا پائین نہ جاعل ہی نہ ہو مجہول پایا ہے وجود اُس کا بے شرط مجھے	باقی	ناشے ہی نہ فاعل ہی نہ ہو مفعول علت ہی نہ او سلی اس جگہ نامعلوم
يَا رَبِّ اذْأَعْرِفْتَ اُمْتَ الْمَعْبُودِ اَيَاكَ دَحْرَتَ فِي الْجَمْعِ الْاَعْيَانِ	ورد	اِنِّی لَسَجْدَتُ حَيْثُ اَنْتَ الْمَسْجُودُ يَا مَنْ اَنْتَ الْوَجُودُ اَنْتَ الْمَوْجُودُ
یار تجھے پہچاننا کہ تو ہے معبود پایا ہی تجھی کو میں نے سب اعیان میں	باقی	وہاں میں نے کیا سجدہ جہاں ہی سجود ہے تو ہی وجود اور تو ہی موجود

نعت		
خواہی کہ شود درد و جہانت ہی بود گر فہم کنی و گر نہ فہمی بے شک	درد	در بندگی رسول باشی بسجود حق است ہمان ہر چہ پیہر فرمود
کوین مین چاہتہای اگر اپنا پہلا تو سمجھے یا نہ سمجھے باقی بے شک	باقی	رہ بندگی نبی سے سجدہ مین پڑا حق ہی وہی جو کچھ کہ پیہر نے کہا
باید دانست کہ ہفت رباعی رابطہ واحد و نعت اخذ کردہ بر عنوان سرنامہ آوردہ شد باقی ہمہ رباعیات جناب خواجہ میر درد علیہ الرحمہ و ترجمہ باقی ہیچوان ازینجا حسب ترکیب نسخہ علم الکتاب جناب معفو بودہ است		
ساز سفرے اکابر آراستہ اند اے درد تو ہم برائے تعظیم کنون	درد	باہم برکاب گر چنین خواستہ اند برخیز کہ اہل بزم برخواستہ اند
تیار سفر کا ہو گیا ہے اسباب ای باقی کھڑا ہو تو بھی بہر تعظیم	باقی	اور قافلے والے ہیں بھی بارکاب اٹھے ہیں سب اہل بزم کراستہ شتاب
ور خلوت ماکہ رشک صد انجمن است عالم آئینہ خانہ است و مارا	درد	باخوش زبان چو شمع گرم سخن است ہر سو کہ اشارت باخوشین است

اپنی خلوت میں حال کھلتا ہی نہیں اس آئینہ خانہ جہان میں دیکھو	باقی	قال اپنی زبان سے شمع آسای ہی نہیں ہے اپنے ہی ساتھ جواشکارا ہی نہیں
از فیض تو ہر خزانہ معمور آمد بخت سیات رخت ز عالم بہت	درد	وز لطف تو ہر غمزہ مسرور آمد ہر سایہ کہ زیر سایہ نور آمد
رحمت سے ترے کوئی نہ مجھو رہا بس بخت سیاه اُس کا معدوم رہا	باقی	ہر غمزہ جان و دل سے مسرور رہا جو سایہ کہ زیر سایہ نور رہا
ہستی و عدم خراب میخانہ اوست چشم دل تو اگر حقیقت بین است	درد	امکان وجوب مست پیمانہ اوست ہر ذرہ خلق روزن خانہ اوست
ہستی و عدم اُسی کا میخانہ ہے گر ویدہ دل تیر حقیقت بین ہو	باقی	امکان وجوب جس کا پیمانہ ہے ہر ذرہ خلق روزن خانہ ہے
ضمی تو اگر ظہور کو بین زکیست نفس العینت چو صفتہ اللہ بود	درد	پیش تو برابر است چہ مرگ چہ زیت معلوم کنی تلون عالم چیت
کس کا کوئین ہے سمجھے مطلب رنگ پیرنگ جب نظر میں آجائے	باقی	کیا مرگ ہی کیا زیت برابر ہیں تب سمجھے گانہ نگئی عالم کا سبب

گر باد نسیم مست بوی تو گذشت یار بچقد ز خلق نزدیکتری	درد	و فضل بہار محو و تو گذشت ہر کس کہ ز خود گذشت کو تو گذشت
ہے تیری ہی بوی پر گزیر باد صبا مخلوق سے یارب ہی تو کتنا نزدیک	باقی	تیرے ہی طرف گلوں کا موسم ہی گیا جو اپنے سے گزرا ترے جانب گزرا
اے پر شفاعتِ دو عالم لائق بے شبہ ز خورشیدِ حقیقت بجا مان	درد	دارم ز جناب تو امید واثق تو خبر صادق چو صبح صادق
تجھ کو ہے دو عالم کی شفاعت لائق خورشیدِ حقیقت جو جہان میں بچشک	باقی	رکھتا ہوں میں شجہ ہی امید واثق صادق خبر ہے مثل صبح صادق
ز شعلہ چرخِ دلفروزش خوانند خلق است عبارت از ظہور خالق	درد	گل کرو چو ناز عشق سوزش خوانند خورشید چو جلوہ کرو زورش خوانند
چسکا جب حسن دلفروز اسکو کہیں ہے خلق عبارت ظہور خالق	باقی	بڑ کا جب عشق ناز سوز اسکو کہیں خورشید کری جلوہ تو روز اسکو کہیں
آن دل کہ ہر وقت بختی آگاہ است درویدہ مردمان اہل تحقیق	درد	خالی ز خیالات گدا و شاہ است مصراع و گز بہر بیت اللہ است



جودل کہ ہے ماہیت حق آگاہ اہل تحقیق کی نظر میں بے شک	باقی	سب اسکو برابر میں گداہو یا شاہ وہ مصرع ثانی ہے پیچے بیت اللہ
بھر سہتی کہ درخروش افتادست یارب مدد سے کہ بخودی میخواست	درو	از کشمکش علم بجوشن افتادست بارود جهان بر سر روش افتادست
دریائے حقیقت میں جو واقع ہو خروش یارب تو مدد کر مجھے کردی بہوش	باقی	پے کشمکش علم سے راجے سکا یہ جوش کوئین کا بار سر یہ کہتا ہی یہ ہوش
اے درو بعد رنگ اگر پیدا یم چون عکس نمود ما وجود دگری است	درو	اما میرآت معنی یکستا یم ہر چند کہ ما یم نگولی ما یم
ہر چند کہ سوزنگ سے پیدا یم ہم یہ عکس نمود ہے وجود اور ہی کا	باقی	مثل آئینہ کے معنی یکتا یم ہم موجود یم کو نہ کہہ پیدا یم ہم
لوح اسکان بوزہستی سادہ آلان کماکان اگر در نظر ست	درو	واجب ہمہ جافیض جووی دادہ مکن ز عدم پائے برون نہدادہ
لوح اسکان ہی سادہ ہستی ہی کیا آلان کماکان کے معنی سمجھو	باقی	باقی ہے وجود فیض واجب ہر جا مکن نے عدم سے پاؤں یا ہر کھا

ہر جا کہ ترا جلوہ گری خواهد بود ورصفہ اسکان کلفت گزند بود	درو	دل در صد و پرده در می خواهد بود باطل چون سطح جوہری خواهد بود
جس جایہ تری جلوہ گری ہو کامل گر صفحہ اسکان نہو تری طرف	باقی	ہو گامرا دل پرده در می پر مائل مثل سطح جوہری کے ہو گامرا باطل
باطل نہو جهان حکمت بنیاد می خواست کہ بر خویش نظر بکشد	درو	بہودہ مرا کثرت نقش ایجاو غیریت ما آئینہ در دستش واو
خالی نہیں حکمت سے جهان آرائی چاہا جب اوس نے اپنی صورت دیکھی	باقی	باطل نہیں ایجاو کی کثرت بہائی غیریت میری آئینہ دکھلائی
ادراک مزاد و عوت پیدائی کرد زمین پیش نہا شتم و ماغ صحبت	درو	فریاد کہ رسوائی شناسائی کرد علم است کہ این انجمن آرائی کرد
ادراک نے جب دعوت پیلانی کی مجھ کو تھا کہاں دماغ صحبت پہلے	باقی	فریاد کہ بیدار شناسائی کی اس علم نے سب انجمن آرائی کی
ایہیجا کہ بلیہ تقید عام است زندانی قید ہستیم چون طاؤس	درو	آزادگی اسے درو خیال خام است ہر نقش پرے کے بہت چشم دام است

دنیا میں بلائے تعید ہے عام بقید ہستی میں ہونین مثل طاووس	باقی	باقی آزادگی ہے سوداؤ خام جو نقش ہے اسکی ہر دیدہ دام
مارا ہو دگر زوران کو کہ توئی گو آئینہ وجہ تو باشد ہمہ خلق	درد	تو ہر سو کس ز رفتہ آن سو کہ توئی نتوان دیدن ترا از آن رو کہ توئی
جس کو چہ بین تو ہے نہیں وہا اپنا گز سب خلق تری ذات کا کو آئینہ ہے	باقی	ہر سو میں ہو تو وہاں نگیا کوئی بشر جو منہ ہو ترا دیکھہ نہیں سکتی نظر
ہر چند چو شعلہ سرفرازی کر دیم ہر سرکشے کہ بود آخر چون شمع	درد	یک عمر بہا زبان و رازی کر دیم دیدیم کہ صرف جان گدازی کر دیم
گو شعلہ نمطا ہے سرفرازی اپنی کیا حاصل سرکشی ہوا آخر کار	باقی	یک عمر رہی زبان و رازی اپنی ہے شمع کی طرح جان گدازی اپنی
از ہر بدہ نیک چون خوش و شاد شدیم بچنے دل را کہ باعث تفرقہ بود	درد	وارستہ ز خار و گل چو شمشاد شدیم بستیم بہ زلف یار آرزو شدیم
ہر نیک و بد خوش ہوئی شاد ہوئے تہا باعث تفرقہ ہمارا یہ دل	باقی	آزاد گل و خار سے شمشاد ہوئے باندھا اسو زلف سے تپنا زاد ہوئے

گاہ ہے سحر است و گاہ شام است اینجا مانند شرر مشور ہستی غافل	درد	از کون و فساد انشطام است اینجا در چشم زدن کار تمام است اینجا
روشن ی کبھی سحر کبھی ظاہر شام مانند شرر نگر غرور ہستی	باقی	اس کون و فساد کا برابر ہی انجام اک چشم زدن میں کام ہوتا ہی تمام
مطرب فانی و بزم ساقی فانی بردار دل از کثرت لب و دہان	درد	باہر کہ شدی آہ ملاقی فانی اٹھو باقی و باقی فانی
مطرب فانی ہے بزم ساقی فانی اس دار فہمین دل لگی خوب نہیں	باقی	تو جس سے ملا وہ ہے ملاقی فانی اٹھو ہے باقی اور باقی فانی
سر رشته نظم ما دمن برہم خورد تا جمع نمودیم چو خرگان خود را	درد	چون گل اور قی این چین برہم خورد اے درد ہزار انجمن برہم خورد
سر رشته نظم ما دمن برہم ہے جفتک کہ کیا مثل ملک آپکو جمع	باقی	گل کی مثل ہر برگ چین برہم ہے ای باقی ہزار انجمن برہم ہے
ہر لحظہ درین خانہ کہ من می آیم چون شعلہ کجا رسید نم منظور است	درد	کم کردہ رہ شناختن می آیم پیوستہ بزور ز خویشتن می آیم

معلوم نہیں گھر سے کہاں جاتا ہوں شعلہ کی طرح کہیں پہنچنا ہوگا	باقی	بھولا ہوا راستہ ہوں گھبراتا ہوں یوں آپ سے باہر نکل آتا ہوں
اے درد اگر صفائی جانے داری وانم بجیٹ خوشی اصل گردی	درد	آئینہ حسن بے نشانے داری چون سیل تو ہم طبع روئے داری
اے باقی اگر صفائی جان رکھتا ہوں دریا میں تو جا پہنچا سیلا کی مثل	باقی	آئینہ حسن بے نشان رکھتا ہوں تو بھی تو خود اک طبع روئے رکھتا ہوں
شخص انسان کہ شان اعظم دارو لیکن نتوان یافت بہ بحر کونین	درد	وارد بخود انچہ ہر دو عالم دارو آن گوہر نایاب کہ آدم دارو
شخص انسان خلق اعظم میں ہے بحر کونین میں ہے ملتا ہے کہاں	باقی	اس میں جو بحر وہ نون عالم میں ہے وہ گوہر نایاب جو آدم میں ہے
دربار بشار کبیر مایم ہم مادر و نشان بشار کبیر و درد	درد	ور کسوت فقر باغیا ہم خاکیم اگر چہ کبیر مایم ہم
ہیں منظر شان کبریا ہم درد و شش اکسیر کے مانند سمجھ اے باقی	باقی	ہیں فقر میں رشک اغنیاء ہم درد و شش کو خاک ہیں پر ہیں کیسا ہم درد و شش

خواہی کہ ہند راز آ لہی فہمی اسے بے خبر از خویش چاٹکا داری	درو	چیزے کہ برون ز فہم خواہی فہمی اسرار آ لہی تو کس ہی فہمی
خواہان ہے کہ اسرار آ لہی سمجھے اپنے ہی کو سمجھا نہیں کیا امکان ہے	باقی	آوے نہ سمجھ میں خواہ نخواستی سمجھے اسرار آ لہی کو کیا ہی سمجھو
ہر چند ہم سب بہ آہن رنگ آدہ ایم تا کہ نہ بگرفتگی خاطر سازیم	درو	از شیشہ دل زیر رنگ آدہ ایم چون غنچہ ز وضع خوش تنگ مڈ ایم
گو باغ جہان میں شوخ رنگ آیا ہوں کب تک یہ گرفتگی بزنگ غنچہ	باقی	شیشہ کی طرح سے زیر رنگ آیا ہوں آپ اپنی ہی وضع سے تنگ آیا ہوں
ہر چند کہ بر لب است حرف خندان چون گل ہمہ مشق سینہ چاکہا بود	درو	دل کہ نکشید لیک طرف خندان عمرے کہ نمودہ ایم صرف خندان
گو لب پر رہا ہمیشہ حرف خندان تہی مش وہ گل کی سینہ چاک کی مشق	باقی	دل کو نہوا میل بہ طرف خندان جو عمر کہ پہنے کی ہے صرف خندان
اطلاق و تقید از چہ ممتاز جلی است فہمیدہ بہ عمر و زید بنگر کا اینجا	درو	در مرتبہ جمع ہمہ یک معنی است جزئی است تخیل و ثقل کلی است

اطلاق و تقید نہیں دونوں مخفی توزید و عمر سے سمجھ اور دیکھ یہاں	باقی	ہیں مرتبہ جمع میں اک ہی معنی جزئی ہے تخیل اور تفعل کلی
وحدت نظارہ باز یکتائی اوست تنزیہ تنجید و تقید تشبیہ	درو	کثرت آئینہ وار پیدائی اوست سلب ایجاب صف رعنائی اوست
وحدت نظارہ باز یکتائی ہے تنزیہ تنجید و تقید تشبیہ	باقی	کثرت آئینہ وار پیدائی ہے سلب ایجاب صف رعنائی ہے
آنانکہ بے تحصیل نظر و اشتہ اند ہندار کہ برگ و بار گل خواہد کرد	درو	خرمن خرمن ز علم انباشتہ اند زمین تخم کہ در مد رکہ ات کاشتہ اند
تحصیل و فضل ہے جنہیں مد نظر پہر لینگے پھلینگے اور اور آئینگے بہار	باقی	سینہ میں بہار ہے انگلی علم اور بہار وہ تخم جو بوسے میں یہ ہوا کسا کشا
ایک عمر قدم براہ افسانہ زویم المنۃ للتمہ کہ آخر اے درو	درو	ایک چند در کعبہ و تجانہ زویم در میکدہ آدمیم و پیمانہ زویم
ایک عمر حکایتیں تہیں اور افسانہ المنۃ للتمہ کہ آخر باقی	باقی	ایک چند حرم تھا ہم تھے یا تجانہ ساتی ہی ہم ہیں مے ہی اور پیمانہ

پائے طلبش بہت جان پر سر راہ ما یم و ہمین نام تو اللہ اللہ	درد	ہر چند نشہ دل ز حقیقت آگاہ یا رب تو ز خود نشاندہی یا ندہی
اوس کے ہیں وہی یا طلب بر سر راہ ہم ہیں یہ ترا نام ہے اللہ اللہ	باقی	ہرگز نہ حقیقت سی ہوا دل آگاہ تو اپنی نشاندہی کرے یا نہ کرے
ستفیم از کشمکش صہبا کرد این شیشہ نگر نشہ می پیدا کرد	درد	کیفیت خیم تو بخاطر جا کرد بر دل چو نظر تھا و از خود رخم
ساقی کس کو شراب کی پروا ہے اس شیشہ میں خود نشہ می پیدا ہے	باقی	کیفیت خیم کی جو دل میں جا ہو دل پر جو نگاہ کی تو سرست ہوا
چون شہ چہ عجب کہ حکم راند دل ما جمعیت اگر ہم رسا کند دل ما	درد	از حرص گراستین نشاند دل ما اسے درد ہزار سلطنت مفت بود
ہوشہ کی طرح سے حکمرانی حاصل جمعیت دل اوس کو اگر ہو کامل	باقی	گر ترک کرے حرص ہمارا یہ دل باقی کو ہزار سلطنت مفت ملے
حیف است کہ پیچید ہو سے درد دل ما جز ہیچ نہ داشت در گرہ مشکل ما	درد	بر ووش ہوا بستہ نفس محل ما حل ہو چو حباب گر چہ کرویم دے



مے کہتا ہے نفس ہوا یہ اپنا محل مانند حباب حل کچھ کچھ لیکن	باقی	ہے حیف کرے ہوس گرا نیل بڑیچ نہ تھی گرہ مین کوئی شکل
اے دروچہ گویم از چہ گویم با تو او باطن محض کشتہ از قراط ظہور	درو	خود پیچرم خبر چہ گویم با تو ظاہر ترا زین و گر چہ گویم با تو
اے باقی پیچر کہوں کیا تجھ سے ہے قراط ظہور سے حق باطن محض	باقی	ہے پیچری اثر کہوں کیا تجھ سے ظاہر تو گر کہوں کیا تجھ سے
آن جلوہ کہ از طاق شوم افکند تا پردہ رازا قربیت نہ درو	درو	برخ من ہوش برق طورم افکند نزدیک شد آن قدر کہ درم افکند
وہ جلوہ جو چشم وید کا نور ہوا پردہ اٹھا جو اقربت کا بس	باقی	غفلت سوزی کو شعلہ طور ہوا نزدیک ہوا ایسا کہ مین دور ہوا
درو آن کہ از و گری صد محفل بود او بر سر تریش سببان آسکاہ	درو	روزے دوسہ زین پیش درین نعل بود کامین شت غبار ز مانتے دل بود
وہ باقی فانی جو بڑا کامل تھا اب خاک پر اُس کی جا کی جو سبھی	باقی	وہ روز کے آگے رونق محفل تھا ہے شت غبار اب کبھی یہ دل تھا

گر بودہ ام دو گر نمودم رفتم در آئینہ وہم چو مثال اے درو	درو	بال و پر جلوہ کشودم رفتم روئے گزدا شتم نمودم رفتم
مین تھا کہ نہ تھا ظہور یا یا کہ چلا یاں آئینہ وہم میں مثال مثال	باقی	پر کھول کے کچھ مزہ اڑا یا کہ چلا مورت جو نہ تھی اُسے دکھایا کہ چلا
ہر چند گست زمانہ کار خود را از پائے فتادہ ایم چون سایہ لے	درو	از دست مدہ تو اعتبار خود را ہر کس نہ فکندہ ایم بار خود را
ہر چند کہ میں اہل جہان کار اپنا سایہ کی طرح گری ہوئی میں لیکن	باقی	کہو تا نہیں اعتبار اے بار اپنا ڈالادہ کسی پہ پہننے یہ بار اپنا
با اہل دول تنہی خو پیدا کن تا کہ زہوا زنی بہ غرت آتش	درو	در گلشن سکنت نمود پیدا کن در خاک نشین و آبر و پیدا کن
ساتھ اہل دول کے تنہی خو پیدا کر کب تک تو جلائیگا ہو اسی غرت	باقی	گلشن میں سکوت کی نمود پیدا کر ہو خاک نشین تو آبر و پیدا کر
گرست شباہیم و قراب شباہیم ستار عیوبیت خبر پر وہ غیب	درو	وہ محو ہنر تمام صرف عظیم مشتاق لقا کے پردہ پوش عظیم

گرست شبابین کہین خستہ شیب مشتاق ہم اسکے ہین لقا کے باقی	باقی	ہین مجھ نہریا کہ ہین مصروب عیب ستار ایوب ہے جو درپردہ غیب
شب زندہ نداشتی و مرون نزدیک دل غافل و مرگ پر تریب است آورد	درد	مانند سخن نفس شرون نزدیک گل خند و ہنس کام مرون نزدیک
بہار ہون مجھ پہ رہا بہاری ہی قریب نزدیک ہے موت عقل سی باقی و تو	باقی	مانند سخن نفس شمار ہی ہے قریب گل کہلتے ہین مرغیان کی با رہی قریب
بر جرم گرا اعتراف خواہی کروں یارب تو کریم و من گنہگار تو ام	درد	دل را ای درد صا خواہی کروں و انہم آخر معاف خواہی کروں
مجرم ہوں اعتراف کرتا ہوں صاف یارب تو کریم ہے گنہگار ہوں ہین	باقی	کیا نہ ہو چاہو نہیں کچھ اپنا انصاف تقصیر معاف ہوگی تقصیر معاف
اندیشہ اگرچہ پیش و پس میگرد نے پیچ کے شریک ہستی باشد	درد	در خویش ولی بہ نفس میگرد ہستی نہ شریک پیچا پس میگرد
گردش سی پیش پیش کی ہی یہ بستی ہستی نہ کھی اپنے کرتی ہی شریک	باقی	رونے پہ ہو اس خلق کی خلقت ہستی ہوتا ہے نہ کوئی یا نہ شریک ہستی

اے درد اگر محرم راز قدمے اے ہیچ ترا بین خیالات چکار	درد	باشادی و غم چرا عیث متھے جائے کہ وجود است ترا بجائے
باقی کیا جانتا ہے اسرار قدم ای ہیچ تجھے کیا ہے تحیل سر کام	باقی	ہوتا ہے عیث متھے شادی و غم جس جا کہ وجود ہی وہاں تو ہی عدم
اے جلوہ بدیدہ یار خواہد گردید ما آئینہ ایہم خود پرست نگار	درد	رازش بہ آشکار خواہد گردید ناچار بجا دو چار خواہد گردید
اک دن ویدار یار ہو جائیگا مین آئینہ ہون نگار ہی صن پرت	باقی	راز اس کا خود آشکار ہو جائیگا ناچار کیسی دو چار ہو جائیگا
تا چارای درد در جہاں بایزیت مردن بمرا خود میر گزیت	درد	ہر چند کہ شد زیت گران بایزیت چندے بمرا و دیگران بایزیت
باقی دنیا میں رامیگان جینا ہے ہم اپنی مراد سے نہیں مر سکتے	باقی	ہر چند ہے زندگی گران جینا ہی اور دن کی مراد سی بہان جینا ہی
ہر چند کہ صد جلوہ نمود و نمود معلوم نہ گشت انکشاف کہ مرآت	درد	وا کر دن چشم غیر حیرت نہ نمود بکثرت کہ ویر کہ کشاد و چہ کشود

سوجھو سے وجوہ دکھائی نہ پئے بیان جھکوجو ہے انکشاف معلوم نہیں	حیرت کے سوا دیکھنے سے کیا ہو چھار کس نے کہو لاکیا کہلا ہے ہوں حیران
جابل طبعیم گر چہ با عرفانیم حرف از ماد گر نیاید پرسید	درد طفلیم ہنوز گو مطول خوانیم مامی دایم انچہ سید انیم
جابل میں معرفت کو پہچانتے ہیں ہم زہار و دوسری بات نہ پوچھ	باقی میں طفل نگر پر میں مانتے ہیں ہم جانتے ہیں جو کچھ کہ ہم جانتی ہیں
اے درد ازین نرم اگر باخبری برخیزش چشم بکشت کا اینجا	درد بیہودہ چرا ہر طرف می نگری ہر چند ستادہ ولے میگزری
باقی اگر اس نرم سے تو ہے آگاہ تو آپ کو مثل طبع کے دیکھ بیان	باقی کیون بیہودہ ہر طرف کو کرتا ہو گاہ ہر چند کہرا ہو اسے چلتا ہو توراہ
تیز کہ غیر نقش تشویش نہ بست گفتم وحدت چہاں بہ کثرت گنجد	درد ہر لحظہ بہ نیرنگی کو ننگی پیوست دل آمد و پیش رویم آئینہ شکست
او بام نے ہوش کا جو رخ مور ڈیا پوچھا یہ کہ وحدت ہوئی کثرت کیسی	باقی نیزنگ کو لا کے رنگ سے جوڑ دیا دل نے پیش آئی آئینہ توڑ دیا

ہر چند کہ اسقلیم لیک اعلایم جز نام و گرز ما نیاید طلبید	درد	شکیم و لے کعبہ پر مینایم مانند گلین جلوہ گر اسمائیم
ہر چند کہ ادنیٰ بین مگر اعلیٰ بین ہم سے جز نام دوسری بانیہ پوچھ	باقی	پتھر میں مگر کعبہ میں پا برجا بین مانند گلین جلوہ گر اسمائیم
باعث شدہ بر عروج باپتی ما آگاہ ز آگاہی خود ساختہ است	درد	ہشیاری ما فرو دوا ز مستی ما عارض شدہ غفلتے کہ برہستی ما
باعث ہو مرے عروج کا یہ پستی ہستی یہ جو عارض ہوئی غفلت او سے	باقی	ہشیاری نے کی زیادہ میری پستی آگاہ کیا سمجھائیں اپنی ہستی
چو آئینہ باید کہ مصفا باشی اے درد اگر قریب خدا میخوای	درد	تا منظر نور حق تعالیٰ باشی دور از خود و نزدیک بہ دلہا باشی
آئینہ صفت و لکو تو کر لے پر نور اے باقی اگر حق سے ہی قریب منظور	باقی	تا تجھ میں ہو انوار الہی کا ظہور نزدیک دلون سے اور دور سے دور
چون دوونہ پچید از چہ سودا بدماغ رفتند خواب اہل بزم و مارا	درد	کردست جگر غم احبا ہمسہ داغ باز دست ہنوز خیم مانسہ چراغ

مانند دیوین کے ہی جو سودا بدیاغ سب سو گئے اہل بزم لیکن باقی	باقی	احباب کے غم سی ہی جگر مراداغ اب تک کھلی پیکلی آنکھ میری مقلع چراغ
گرم سفر زم زم لے میگویم این قافلہ مست می بے دروچی من	درو	افسانہ شوق محلے میگویم بانگ جبرم درو لے میگویم
ہوں گرم سفر کرتا ہوں ذکر منزل یہ قافلہ ہے مست سی بے دروی	باقی	پڑتا ہوں میں افسانہ شوق محل میں بانگ جبرم بولتا ہوں درو دل
آن ذات غیور یار باخوشیتن است کنجائش غیور ہمیش نہ ہوو	درو	و ان آئینہ رو دو چار باخوشیتن است اور اہمہ کار و بار باخوشیتن است
وہ ذات غیور یار اپنا ہی ہے کنجائش غیر اسکی دم میں مشکل	باقی	آئینہ میں دو چار وہ اپنا ہی ہے سب کرتا وہ کار و بار اپنا ہی ہے
تا کہ بے غم منفی و سہل خوردن ای در و اجل چہیچ کس انگراشت	درو	خود را ز ترو داین ہمہ ضر دن برزیتن این قدر نباید مردن
کتک اس سوت ہے ڈرنا باقی چھوڑا نہ اجل نے جب کسی کو تو پہر	باقی	منفی و سہل کی فکر کرنا باقی اس جینے پہ اس قدر نہ مرنا باقی

موقوف نہ زندگی بزرگ و بے نبض و مرض و شفا بدست و گرسے	درو	نے آن کہ دعا ہی نثار و اثر ہے مشروط بشرط این و آن نیست کہ هست
کچھ اغذیہ پر نہیں ہے موقوف حیات ہے نبض و مرض و شفا کسی اور کے ہاتھ	باقی	کیا کہیے اثر نہیں و عابین کیا بات مشروط یہ بشرط این و آن پر کب ہی
درو پر وہ نہفت پر وہ گوری ما افسوس نہایت چشم بینا	درو	فریاد کہ حسن بے حجاب اورا محدولہ نمود یا رابے خیران
درو سے میں ہمارے گوری سے چپا افسوس نہیں کہتے تھے چشم بینا	باقی	فریاد کہ بے حجاب تھا حسن و سکا ہم بے خیرا و سنے سو کھائی جلوے
آثار وجود چون توان کرو ہوس چون لعل زائشم نیسوز خس	درو	در قسمت من نیست چو محدودی لب آہم نہ نشاند چون گہر گروی را
آثار وجود کی کرین خاک ہوس اور گنے مثل لعل پہونگی نہیں خس	باقی	قسمت میں ہا ہے ہی یہ محدودی لب موتی کی طرح پانی نے بھٹائی نہ گرد
ہر بحث ہاں حجت مولے افہید طاہمید انچہ طاہمید	درو	اے درو و لے کہ راز حق را فہید عارف دانست انچہ عارف دانست



باقی جس دل نے راز حق کا سمجھا عارف جو جانا اُسکو عارف جانا	باقی	ہر بخش کو میں وہ بحث مولے سمجھا مکلا جو سمجھا اُسکو ملا سمجھا
گا ہے خلش غرور باشد مارا ماہیچ نیم درو و ہسم ہستی	درو	کہ ناخن عجز پنجر شد مارا ہر لحظہ صورتے ترا شد مارا
گا ہے خلش غرور ہستی پر فاش بین کچہ نہیں باقی ہو لنگر میر و ہم	باقی	کہ ناخن عجز ٹھکود تیا ہی خراش ہر لحظہ ہی شکل کی کرتا ہی تراش
یار بچہ زبان کارم و گویم کہ بخش دارم چو محمدی شفیع محشر	درو	بارے ز گنہ دارم و گویم کہ بخش صد تو وہ گنہ آرم و گویم کہ بخش
کتنا بین زبان کار ہو اور نہ پسیاہ رکھتا ہوں محمد سا شفیع محشر	باقی	ہے بار گنہ بخش تو میرے اللہ تو بخش میں لایا ہوں یہ سو تو دیکھنا
ہر چند کہ من دے فضولی دارم با این مہ اے حجت بر علت حق	درو	فہید کج و طبع جہولی دارم از در گہت اسید قبولی دارم
افعال کے ہیں گرچہ یہ وہ فضول ای حجت ہے علت حق ساتھ اس کے	باقی	تیر ہی سمجھ مری اور طبع جہول در گاہ سے تری رکھتا ہوا مید قبول

زشتند و لے نکو نمانند ہمہ زان پیش کہ ترک تو نمانند ہمہ	درد	این شعبہ ہا کہ کو نمانند ہمہ ترک ہمہ اختیار باید کردن
کو زشت ہیں انہو نظر آتے ہیں سب چوڑی کے تجھے ساتھ کب تھی ہیں سب	باقی	یہ شعبہ جو شکل دکھا ہیں سب ان سب کو تو چوڑی پہان آ باقی
اسے درد عجب کہ فارغ لہیت چو آئینہ جائے ہر کہ آید خالیت	درد	انسان کہ جناب و خال لہیت در بزم خیال او کہ ترک خلعت
اس کی درگاہ میں فراغت ہو سدا آئینہ کی طرح اُسکی خالی ہے جا	باقی	انسان کی جناب و جناب والا بزم دل میں جو اُس کے آ جانا ہے
گو شمع ہمہ بر صعدا ناقوس خود است چون شمع مرا سر قد مبوس خود است	درد	چشم گرد ویرن فانوس خود است در بزم ظہور بے سبب ماندہ ام
عاشق اپنے صدمی ناقوس کل ہوں مشتاق بس نیوی قد مبوس کل ہوں	باقی	مین نور فرا اپنے ہی فانوس کا ہوں اس بزم ظہور میں ہوں مانند شمع
کہ باغم بیفائدہ آلودہ شدیم از گردش رنگ خویش فروغ شدیم	درد	گاہ ہے طرف شادی پہودہ شدیم گلگشت گلستان تجہل کریم

رہتے ہیں کبھی خوشی سے آسودہ ہم گلاشت گلشن تجہل کر کے	باقی	ہوتے ہیں کبھی غم سے غم آلودہ ہم اس گردن نگ سیہن فرسودہ ہم
کہ در طلب کمال علم و ہنر ہم دایم ہجوم برب پرخیاں	درد	گا ہے زہ بہودگی در بدر ہم ہستی پل بستہ از توامی گذریم
ہم علم و ہنر کے کہ طلب گاہ ہوئے دریا کے خیال پر کیا ہنہ ہجوم	باقی	گا ہے بہودہ در بدر خوار ہوئے ہستی پل باز دھا تجہ سے ہم پار ہوئے
ہستی کہ وبال گردن آید چون دین اے پیش و پس تو یچ چشمے بکشا	درد	ہنگامہ ہم تہ کو غیر و چہ عین گرد واقفی از وجودین العین
ہستی کہ وبال جان ہی مانند دین کچھ بھی نہیں پیش و پس تو کہیں کہیں	باقی	ہے وہم کا ہنگامہ نہ ہی غیر عین گرد جاتا ہی وجود بین العین
ہر صبح چو صبح سینہ شوق باید کرد بر ہستی بے ثبات مثل شبنم	درد	ہر شام جگر خون چو شوق باید کرد سر تا قدم از شرم عرق باید کرد
ہر صبح کو کہ صبح صفت سینہ کو شوق اس ہستی بے ثبات پر شبنم وار	باقی	ہر شام جگر کو خون کو مثل شوق باقی بہ تن شرم سے ہو جا تو عرق

فرمود چنیں حضرت می قیوم ہند ار کہ در عالم کثرت ہرگز	درد	در گوش دلم کے طلسم سوہوم نامن ہستم تو ہم نگر دی معدوم
فرماتا ہے گوش دل میں ہی قیوم رکھہ ہوش کہ اس عالم کثرت میں تو	باقی	سُن لے تو یہ اسرار طلسم سوہوم جتک کہ میں ہوں تہوگا ہرگز معدوم
ما صاف دلان نہ ہوئے داریم جز جلوہ اوزمانہ باید طلبید	درد	نے بحث یہ کس نہ گفتگوی داریم ما آئینہ ایم عکس روئے داریم
ہم صاف دلوں کو لطف کیا ہوا جز جلوہ یا ہم سے کچھ بات نہ پوچھ	باقی	اور ہم کو کہاں دماغ گفتگو کا ہم آئینہ ہیں ہم میں ہی عکس اس کا
ایک عمر زودوری شنیدم اورا انگونی کہ چون آئینہ رسیدم پیش	درد	دور خیال می کشیدم اورا خود را او دید من نہ دیدم اورا
اک عمر میں زور سے سنا تھا اوس کو اب روبرو ہو گیا جو آئینہ کی طرح	باقی	آغوش خیال میں لیا تھا اوس کو وہ دیکھ لیا میں نے نہ دیکھا اوس کو
بر خلق درواہہ بازار است اینجا ہر چند کہ تار زندگی کو تاہست	درد	ہنگامہ غفلت است و از اینجا عمر طول اہل دراز است اینجا

دنیا میں ہے غفلت پر درواہمہ باز ہر چہند کہ تار زندگی ہے کوتاہ	باقی	ہنگامہ ہے غفلت کا یہاں قوی آؤ لیکن طول اہل کی ہے عمر و راز
اے آنکہ ہمیشہ در خیال آؤئی از خود طلب آن ہمہ کمال اورا	درد	یا طالب دولت وصال آؤئی چون آئینہ منظر جمال آؤئی
ہر چند کہ ترے دلین خیال اوسکا ہی پیدا کر لے کمال پر آئینہ سا	باقی	ہر شام و سحر شوق وصال اوسکا ہی یہ دل تیرا منظر جمال اوسکا ہے
خمار گرز صہب اشکست این ہامہ بندہ ہوائے نقند	درد	در محتسب از غرور دنیا شکست من بندہ آن کم کہ خود را شکست
خار نے گر خار ایسا توڑا یہ بندے ہیں سب ایچو نفس کے باقی	باقی	نخوت سے جو محتسبے میںسا توڑا میں بندہ ہوں اوسکا جس نے نفس اپنا توڑا
نہ جام و نہ مینا و نہ ساقی نے مہل ہنگامہ ہستی است چہ حسن و چہ عشق	درد	نہ مطرب نے نہ نغمہ نہ خچک نہ دہل نہ شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبلی
مینا ہے نہ جام ہے نہ ساقی ہے نہ مہل ہنگامہ ہستی ہے یہ حسن اور یہ عشق	باقی	مطرب ہے نہ نغمہ ہی نہ خچک دہل نہ شمع نہ پروانہ نہ گل نے بلبلی

عمر ہے کہ شمر وہ ایم سال و ماہش سرگرم سراغ کیست یا رب ران	درد	مانند فلک قرار نبود گا ہش یک خلق چو سایہ میر و دہم ہش
اس عمر کے مین نے جو گئے سال ماہ دوران ہے آہی کس کا سرگرم سراغ	باقی	مانند فلک قرار اس کا نہیں گاہ اک خلق ہے مثل سایہ او سگے ہراہ
میناست اگر سر نیازست اینجا این محفل درد جابے بدستی نیست	درد	جام است و گردیدہ بازست اینجا ہشدار کہ بزم امتیاز است اینجا
مینا ہے اگر سر نیاز اس جابے بدست نہونا کبھی باقی رکھہ ہش	باقی	اور جام ہے گردیدہ باز اس جابے یہ محفل خاص امتیاز اس جابے
طفلی بگذشت و شد جوانی حاصل ہر چند جو تار سجدہ بجائے خودی	درد	پیری ہم رسید نباشی غافل چون دانہ کتند قطع رہ اینجا منزل
طفلی گذری ہوئی جوانی حاصل کو جا پہ ہے اپنی مثل تار بچ	باقی	آتا ہے بڑیا پانہوا وس کے غافل دائیکلی طرح ہے قطع رہ میں منزل
اگر درد ترا غفلت دل کردہ خراب اسے بجز این ہمہ غنودن نا کے	درد	اگر آگہت فگندہ اندر تپ و تاب بیدار تمام باش یا خوب بخواب

باقی	اس علم نے سچ و تاب میں فلاخو یا جاگ کھام رات یا سو جا خوب	باقی غفلت میں دل نہ ہی رکھا تھا اسے بچراؤ نگہتا ہے ایسا کب تک
درو	ہنگام گر جہاں پناہی بودن فردا تو بیا د کس سخوای بودن	تا کے موزور بادشاہی بودن امروز بہ ہرچہ میتوانی می ناز
باقی	اور فخر جہانداری کہاں تک کیا ہی کل یا دین تو کسی کب رہتا ہی	کب تک یہ غرور بادشاہی کا ہی بس آج تو ناز کر لے جتنا چاہے
درو	بے باک چین زہر افلاک نشین از تخت فرواد بر خاک نشین	شاہ چو گدا ہول غناک نشین زان پیش کہ با خاک برابر گروی
باقی	اس بادشاہی سے درگزر خاک پہ بیٹھ تخت شاہی ہی بس از خاک بیٹھ	اسے شاہ گدا کی طرز خاک پہ بیٹھ تو خاک میں بلجانی کے پہلے پہلے
درو	وہ عالم تنزیہ کدورت افتاد اکنوں پر گہ قہاری صورت افتاد	نیرنگی تشبیہ ضرورت افتاد آن دل کہ چو آئینہ صفا آئین بود
باقی	تنزیہ کے عالم میں کدورت آئی اب او کو گر قہاری صورت آئی	نیرنگی تشبیہ کی ضرورت آئی وہ دل جو صفا میں مثل آئینہ تھا

موجود چور عالم اظہار شدیم اسے دروز ننگی خود فہمیدیم	درو	اگر زہمہ ہفتہ اسرار شدیم وقتیکہ بعد رنگ نمودار شدیم
موجود جہان میں سچا اظہار ہوئے اپنی ننگی سمجھے اب ہم باقی	باقی	نظروں کے چپے سب کے تو اسرار ہوئے سوز رنگ سے جو وقت نمودار ہوئے
از محفل ہستی ست برون اسودن ہر چند ہمہ بعیش و عشرت گذرو	درو	شادی و طرب بہت بہ غم افزون کم نیت مصیبت اینکہ باید بودن
اس محفل ہستی میں فراغت کیا ہے ہر چند گذرتی ہے خوشی سے لیکن	باقی	شادی و طرب ہمیشہ رنج افزا ہے کیا کم ہے مصیبت کہ بیان رہنا ہے
گر زندہ ام المودہ بہ افکار تنم یارب تو بگو بذات پاکت سو گند	درو	ور مردہ ہمان بہشت دوزخ و طم کز دوش چگونہ بار ہستی فگنم
نازیت تو میں فکر تن آسانی میں ہوں یارب تو کہہ تجھے ہی تیری سو گند	باقی	مر جاؤں تو دوزخ او جنت میں ہوں کیونکر کند ہے سی بار ہستی بہتیکون
کہویم گنہ و مورد قہر شدیم ہر چند زمانہ کرد عصیان ہمہ نحو	درو	افسوس کہ تلخ کام ازین رہ شدیم شرمندہ ز رو کے نسبت و ہر شدیم



دڑتے ہیں کہان گناہ کے قہر سے ہم ہر چند زمانہ محو کرتا ہے گناہ	باقی	ہوتے ہیں تلخ کام اس زہر سے ہم شرمندہ مگر رہتے ہیں اس زہر سے ہم
عالی دہنی بر تو نظر و فتنہ است از فیض تو آب و رنگ بر کو زمین	ورد	وز حسن تو ناز ہر کس اموختہ است وز نور تو بزم انجم افروختہ است
اعلیٰ اونی کا ایک تو ہے نامن آب و رنگ رخ زمین ہی تجھ سے	باقی	اور حسن سے تیری ہے سب باز زمین ہے نور سے تیرے بزم انجم روشن
اے درد ہر انجہ در وجود است اینجا گردون بستی کہ خم شد زہر کو ع	ورد	تبعیت حکم او نمود است اینجا خورشید سر کہ در سجود است اینجا
باقی ہیں جو اس جان آثار وجود یہ چرخ ہے ایک پشت خم ہر کو ع	باقی	تبعیت حکم سے ہوئی اونکی نمود خورشید ہے ایک سر جو کرنا ہی سجود
علمی کہ ہمہ صرف جزو کل کر دیم اکنون ناچار بہر ضدید و حشی	ورد	خبر چہل نبود چون تامل کر دیم ماویدہ و دانستہ تغافل کر دیم
معلوم ہوا علم جزو کل ہم کو ناچار اب ایسے ضدید حشی کے لیے	باقی	سب چہل تھا جب ہوا تامل ہم کو ہے ویدہ و دانستہ تغافل ہم کو

اے باعثِ پیدائی ہر نفسِ الامر شد حکم تو چون نغمہ نفوسِ عالم	درد	پرسی زمین گم شدہ گرفتارِ الامر جزا مر تو نیست بیچ و رنفسِ الامر
تجہ سے ہے ظہور ہر نفسِ الامر نغمہ کی طرح نفوسِ عالم ہے حکم	باقی	مجہ گم شدہ سے پوچھے اگر نفسِ الامر جزا مر کے تر نہیں و رنفسِ الامر
درو آنکہ سمیدانِ بلا ناخستہ است در عشق تو چون سہل پروانہ و کوی	درد	از خویش بریدہ با تو پروا خستہ است جانِ داوہ و دل سوختہ سراختہ است
باقی رہ عشق میں قدم مارا ہے بس کیند او پروانہ و سہل کی طرح	باقی	تجہ سے جو جبار ہے کہانِ مارا ہے جانِ داوہ ہے دل جلائی سر نارا ہے
خلقے و جستجوئے مال و جا ہے ہر کس بخیال آرزوئے دار و	درد	جمعے تلاشِ دل برے دلخوا ہے ماہیم و تمنائے دل آگاہ ہے
مال و دولت کی حرص دنیا کو ہے ہر دل کو رہا کرتا ہے اک چیز کا تر ہے	باقی	ہر کس کو تلاشِ دلبر و لحو ہے ہم کو دل آگاہ کی جستجو ہے
تا پردہ کشائی عالم کیفِ کیم از ہستی ما فنا پذیر و صورت	درد	پیدا کن جلوہ حدوث و قدیم مانند سرب نقش بندِ عدمیم

کہو لا ہے ہم ہی نے پردہ کیف کم ہستی سے ہماری ہوگی فانی صورت	باقی	ہے جلوہ نہا ہم سے حد و اور قدم ہے مثل سرب ہم سے ہی تصویر عدم
ہر لحظہ طبع ہو سے میگردو یارب تو مرا بخشش گردیدہ گئی	درد	دروا من دل خار و خشے میگردو ترسم کہ بمن خلق بے میگردو
ہے دل میں عاصجات دنیا کی چاہ یارب تو تجھے راستہ اپنا بتلا	باقی	دامن میں بہری ہو میرے گئے دکناہ ڈرتا ہوں کہیں ہو کہ نہ خلقت گراہ
در گلشن و ہر بسکہ غفلت کارے از روئے خدا نیابت شرم آورد	درد	تخم گہنی بہر طرف می کاری باشند کہ ز روی خلق شری داری
تخم غفلت جہان کے گلشن میں نہ ہو انکس سے گر شرم نہ کی اے باقی	باقی	اور کشت گناہ کا مزارع ہی نہ ہو مخلوق ہی کے سامنے باشرم رہو
اے فطرت اسکا فی خجالت تاثیر گر بندہ حق شوی و گر بندہ نفس	درد	شرمت باواز طبع ذلت تقریر در ہر صورت ز بندگی نیت گزیر
یہ فطرت اسکا فی ہے خجالت تاثیر یا بندہ حق ہو یا کہ ہو بندہ نفس	باقی	کر شرم تری طبع ہو ذلت تقریر بہر حال میں بندگی سے ہو گانہ گزیر

ویدیم چو کشت زار آب و گل خود جیسے یہ درو بکن تماشائی بہار	درو	بہار و نگر فیم زخو و حاصل خود اسے دانہ ترکی عقدہ منہ شکل خود
ہم دیکھتے ہیں کھیت اپنی آبِ گل کا دل کا پردہ اٹھا کے بس دیکھ بہار	باقی	اپنے ہی مین ہی پنجہ اس حاصل کا اسے دانہ تو ہی عقدہ ہی شکل کا
ظاہر ز تو کر و عقل و معقولیت افراد و وجود و موجد و موجد اند	درو	درو پردہ تہفتہ از تو مجہولیت مرات تو علیت و معلولیت
ظاہر ہے تجھی سے عقل و معقولیت موجد موجد کا وجود اک تیرا	باقی	اور پردہ مین ہی تجھی سے مجہولیت آئینہ ہے علیت و معلولیت
برخیزو اگر زول قیود باطل یعنی کہ وجود حق برود اظہار	درو	محواز نظرت شود شہود باطل برقع افگندہ از نمود باطل
اُٹھ جائے اگر دل سے قیود باطل اظہار کے رخ پہ اس وجود حق	باقی	اور محو نظرت ہو شہود باطل برقع ڈالا ہے بس نمود باطل
گہ نالہ دل مرا صد چنگست از نغمہ شکر و شکوہ ام نیت گریز	درو	گا ہے و لام زوا می نے دل تنگست نا تار نفس بہت ہمیں آہنگست

تالان ہے دل مرا کبھی مش خیک یا زمرہ شکوہ ہے یا ثمنہ شکر	باقی	رہتا ہی کبھی تو آنے سے دل تنگ جب تک ہی نفس کا تار یہ ہے آہنگ
رہا تو ہر گدا و شاہ ہے دارو یعنی کہ بساں دانہ ہائے تسبیح	درد	گر حال خوشی و گرتا ہے دارو ہر دل درخو و نہشتہ راس ہے دارو
تیرے احباب یا گداہین یا شاہ ماٹھ دانہ ہائے تسبیح جدا	باقی	حالت اُنکی ہے خوب یا کہ تباہ ہر دل میں ہی ایک عقل و تدبیر کی راہ
این کون و مکان جلد آیات حق است اثبات خدا انچہ کنی نفی تو نت	درد	منظر ہے اظہار ظہور الحق است نفی کہ نمائی بخود اثبات حق است
یہ کون و مکان حیلہ میں آیات حق اثبات خدا کیا تو ہے تیری نفی	باقی	منظر میں یہ سب ہر ظہورات حق جب نفی میں کی اپنی یہی اثبات حق
در بزم جہان کہ وہم نسبت آئین چون آئینہ ہر کہ مشیت آید ای و درو	درد	از آمد و رفت خلق فارغ بنشین اورا تو با و نما و خود بیچ مبین
یہ بزم جہان ہے وہم نسبت کی سرا آئینہ صفت جو آگے تیرے آوے	باقی	اس آمد و رفت خلق سے تجھ کو کیا تو کچھ بھی نہ دیکھ اس کا منہ اس کو دہا

در خارج نیست غیر حق جلوده گری هر شخص که پیش نظر آید چون عکس	درو	اینجا نه بود و ما سواش اثری می بینمش آتا بجهان دگری
خارج نهین غیر حق کبھی دنیا مین جو شخص که آتا ہے نظر عکس مثال	باقی	باقی نهین ما سوا کوئی دنیا مین مین ویکه تها یون اسکوئی دنیا مین
از شادی و غم هر چه در امکان شمری در باغ ظهور چون گلت آوردند	درو	از واهمه حقت انسان شمری خواهی دل ریش خواه خندان شمری
ہے شادی و غم چو کچھ زمانہ مین عیا اس باغ ظہور مین ہے تو گل کی ش	باقی	ہے واهمه حضرت انسان پہچان یا اسکو دل یا ریش سمجھ یا خندان
بے لشکر و فوج پاوشاہی کردیم اسے درو بدولت فقیری اینجا	درو	برسند فقر کسریائی کردیم در کسوت بندگی خدائی کردیم
بے لشکر و فوج پاوشاہی ہی مین بے شبہ بدولت فقیری باقی	باقی	مفلوک کی مین ناز کبریائی ہی مین در پردہ بندگی خدائی ہی مین
انوار عقول شعلہ منقل اوست از بسکہ وجودت بہر شے اقربا	درو	ہر آئینہ جسم ہماں منقل اوست ہر چیز کہ بہر شے صا و راول اوست

منقل کا ہے اوکے شعلہ انوار عقول از بسکہ ہر یک شے سو وجود اقرب ہے	باقی	ہے آئینہ جسم اوسی سے مصقول سب صادر اول ہے اوسی اچھل
گر کشتہ عیشم و گر غم زدہ ایم زین پیش نہ نشستم کار با خویش	ورد	از دولت او ورو یابن عربہ ایم از راہ نمایش بخود آمدہ ایم
شاوی کہی دل میں غم کہی چایا بہولہ تہا راہ آپ میں وہ کب تھا	باقی	باقی نے بدولت اسکے سب پایا ہے اُس راہ نہانے آپ میں لایا ہے
عمریت کہ چون زلف پریشان خودیم تا جلوہ یار جلوہ گر شد درما	ورد	چون غنچہ نعل سر بگریبان خودیم آئینہ صفت ہمیشہ حیران خودیم
ہم زلف کی صورت میں پریشان اپنے جب کہ ہوا ہے ہم میں وہ جلوہ خرا	باقی	ہم غنچہ روشن سر بگریبان اپنے آئینہ صفت میں آپ حیران اپنے
ہر پست و بلند واقف را ز ہم ست این نعمت ظہور از تقابل دارد	ورد	چون زیر و بم ساز ہم آواز ہم ست ہستی و عدم زمرہ پر داز ہم ست
ہر پست و بلند واقف را ز ہمیں آپ یہ نعمت ہم ظہور صندین سے ہے	باقی	اور زیر و بم ساز ہم آواز ہمیں آپ ہستی و عدم زمرہ پر داز ہمیں آپ

اے درد مر از نغمہ یایم دریاب اے زمر پر و از بس از قانون	درد	آہنگ من از صو و صدایم دریاب تفصیل مقام از نوایم دریاب
غم کو مرے نغمہ بکائے سمجھو اے زمر سیخ تم ہو گر قانون دان	باقی	آہنگ مرا صو و صدائے سمجھو بس میرے مقام کو نوائے سمجھو
اے آنکہ وجودت ہر جا موجود شد مادہ است علت ایجا و صور	درد	واصل ز تو نشا خستہ کس اموجود در صورت نیست خبریولا موجود
یارب ہے وجود تیرا ہر جا موجود ہے مادہ تیرا علت ایجا و صور	باقی	واصل تے کسی کو نہیں سمجھا موجود صورت میں نہیں ہے خبریولا موجود
ہر چند کہ صافیم کہ ورت اثریم یعنے کہ بغفلت کہہ خلق ای دور	درد	محویم ولے جان پریشان نظریم چون آئینہ چشم باز و تابے خبریم
ہر چند کہ صاف ہوں کہ ورت مگر خاقت کہہ دہرین آئینہ کی شکل	باقی	ہوں محو ولے میری پریشان نظر گو آنکہ کہلی ہے کچھ نہیں ہم کو خبر
کہ رنگ طرب بخاطر آئینہ است حیرت زدہ طلسم ہستی شدہ ایم	درد	کہ گرد ملال سر بہ نغمہ است کاین بحر چہ موج ہا بر آئینہ است



دل میں کبھی رنگ طرب آئیختہ ہے حیرت زدہ طلسم ہستی میں ہم	باقی	کہ گردِ ملال سر بسر بختہ ہے اس بحر میں کیا موج برانگیختہ ہے
اے کردہ خراب فکر چون و چندت ہموارہ بہ ہمواری خود کوشش کن	درد	آوردہ ہوا و حرص اندر بندت غیر از تو کسے نیست کہ گویشہ پندت
کرتے ہیں خراب چون او چندت ہموارہ نہ تو آپ کرے باقی	باقی	کس حرص نے کر رکھا ہی باند تھے ہے تیرے سوا کون کہ دی بند تھے
از راحت چند روزہ خوشدل نشوی گر غافل از لہ شہود ہستی خدا	درد	وز خنجر رنج درد بسمل نشوی اے تنگ عدم زمر غافل نشوی
اس راحت عارضی سے خوشدل تو نہ ہو غافل ہے شہود حق سے اگر	باقی	اور خنجر رنج و غم سے بسمل تو نہ ہو اے تنگ عدم اجل سے غافل تو نہ ہو
باید کہ ز فکر زندگانی گزری اے دلاور اندیشہ عالم بہ گزر	درد	وز حرص و ہوا کامرانی گزری زان پیش کہ زین جہا فانی گزری
باقی افکار زندگانی سے گذر پہلے ہی تو در گذر وہ اندیشہ کو	باقی	اور حرص و ہوا کامرانی سے گذر کرتا ہے جو اس جہا فانی سے گذر

اے شیخ یہ خلق از کرامات لگو منظور اگر بیہودہ گوئی باشد	درد	اخبار پریشان بہ مبہات لگو دیگر چہ کم است این خرافات لگو
اے شیخ نکریم سے کراتا کی بات منظور اگر بیہودہ گوئی ہے تجھے	باقی	اخبار پریشان و خیالات کی بات باتین میں بہت نکر خرافات کی بات
اے درو گئے بہ آبیاری وضو اکنوں بہ درمیکہ باید رفتن	درد	دل سوئی شگفتگی نمی آرد و کامین عقدہ کشاید مکر از دست بسو
دیکھا کئے ہم بھی آبیاری وضو اب ہلکو ہی میکہ میں جانا لازم	باقی	جس سے نہ ہوئی شگفتگی کچھ دل کو شاید کہ یہ عقدہ حل کرے دست بسو
اے کردہ تمام عمر در بحث خراب زمین پیش ز اہل ذوق ابرام مکن	درد	اک نکتہ خاموشی ست صد گونہ کتا دیگر چہ سوالست کہ داویم جواب
کرتا ہی بحث بحث میں کیوں عمر خراب ایس سے زیادہ نہ تو کر بس تکرار	باقی	اک نکتہ خاموشی میں ہر لاکھ کہتا پہر کیا ہے سوال دیکھ لے ہم تو جواب
گہ خال اور اگا خط میگویند این طرف کہ انچہ می نمایند بیان	درد	یاران از حسن ہر منط میگویند ہم راستیت و ہم غلطی گویند

ہم اسکو کہی خال کہی خط کہتی ہیں طرف یہ ہے جو کہہ کر تے ہیں بیان	باقی	اوس جن سے دوست بننا کہتی ہیں کچھ کہتی ہیں کچھ غلط کہتے ہیں
اے کردہ خراب عمر چون و چرا از ما بجز اقبال نہ مینی گا ہے	درد	عارف نشدی اگر چہ گشتی ملا ہر چند کہ ایراد منافی بر ما
اس چون و چرا میں صرف رقت گیا ہم سے بجز اقبال کے امید نہ رکھ	باقی	عارف نہوا ٹھہ کے ہوا گو ملا ایرا د کیا ہے اور یہی کرتا جا
زین پیش بدل زوہلان بود خلل از حسن پرستی نہ گزشتیم آخر	درد	خون کرد جگر درد کنون فکر اجل حالا شدہ منظور نظر حسن عمل
پہلے تھا دلبری و لبر کا خلل ہم حسن پرستی کو نہ چھوڑیں گے کہی	باقی	اب خون جگر کو کرتی ہے فکر اجل منظور نظر ہوا ہے اب حسن عمل
درد نرم خیال ما کر شک چین ست ما آئینہ وار گلشن تنزیہم	درد	اے درد و گل حسن و گر خندہ زن بے رنگ بہار چو رنگ سخن است
ہے نرم خیال اپنا رشک گلشن تنزیہم کہ باغ کے ہیں ہم آئینہ وار	باقی	باقی گل آرزو ہے پر خندہ زن بے رنگ بہار میں اپنی چو رنگ سخن

سیدائیت آن زمان کہ ٹاپیدا بود رنگ اظہار تبدیل ساخته است	درد	قدر تو بلند و منزلت اعلیٰ بود طاؤس بہ بیضیہ ہم سر عنقا بود
جب باغ جہان میں تو نہیں آیا تھا رنگ اظہار تبدیل ہے ورنہ	باقی	تھے قدر بلند مرتبہ اعلیٰ تھا طاؤس انڈی میں ہم عنقا تھا
وحدت شدہ سامان بہار چینم در گلشن دہر درد چون خوشہ تاک	درد	بیرون ز خودم نہ برد حب طغم خود شیشہ و خود بادہ و خود انجمن
وحدت میرا سامان بہار دل ہے اس باغ جہان میں خوشہ تاک کی طرح	باقی	بیخود ہوں کہاں حب طغ جال ہے خود شیشہ ہے خود بادہ و خود محفل ہے
یک عمر گدائی ز گردون کر دیم اکنوں کہ منودہ ایم چشمے پیدا	درد	وز گوری دل نظر بہر دو کر دیم ماند حباب کاسہ و اثر دین کریم
اک عمر گدائی ہم نے گردون کے کی کاسہ کو کیا ہم نے نگون مثل حباب	باقی	اور گوری سی امید ہر اک دین ہی اب آنکھ ہوئی پیدا ہتی تدبیر ہی
سلطان کہ بر اسباب پس می نازو درویش کہ بے خواہیے پرواہست	درد	بر بال میر خود جو کس می نازو بر خاطر بے نیاز بس می نازو

ہے باعث ناز شاہ اسباب ہوں درویش کہ بے نیاز و بے پروا ہے	باقی	جیسے کہ پڑ و بال سے اُڑتی ہے مگس نازان ہے وہ اچھی بے نیازی پر
نے مار گزید و زونہ عقرب نیشم فرق من و تو باعث این تفرقہ ہاست	درو	ہوشت کہ کرو این بہر دل ریشم قربان تمیز بے تمیز خوشم
بچھونے نہ سائے کہی مجھ کو ڈسا فرق من و تو نے تفرقہ ڈالا ہے	باقی	بس ہوش نے ہائے مجھ کو دل ریش کیا ہوں اپنے تمیز بے تمیزی پہ خدا
کاہے سخن از دہنش می گفتم افس ز علم ناشنا سائیک عمر	درو	کہ از دہن خود سخنش می گفتم او بود کہ درد من منش می گفتم
کر تا تھا کہی سخن دہن سے اُسکے بس بات نہ پوچھ ناشناسائی کی	باقی	کہتا تھا کہی دہن سخن سچ مجھے کہتا تھا میں آپ درد دل سب کس سے
درینج و بلا قدم بہ ماتم نہ زنی روشن ز تو بزم بندگی چون شمع	درو	آئین رضا و صبر بر ہم نہ زنی ہر چند کہ سوزند ترا دم نہ زنی
رینج اور مصائب سے ز غم کرنا زہار یہ محفل بندگی ہے یاں شمع صفت	باقی	آئین رضا نہ چھوڑا سے صبر شعار ہر چند جلا آئین تو کمر دم نہ مار

تا چند ز فوت مدعا رنجیدن تا چشم کشاده است چو آئینہ ات	درد	دوکان ہوس ز چہل بخود چین در پیش آید ہر آنچه باید و یدن
ہرگز نہ ز فوت مدعا سے رنجور جب تک کہ کہلی ہے آنکہ آئینہ کی شکل	باقی	دوکان ہوس کی بند کر اسعدور آجائے جو آگے دیکھ آنکھوں سے ضرور
اے مرد طرب باش خوش و آسودہ چندان مٹا غور در افلاک و نجوم	درد	رخے مبر از فکر جہان بیہودہ کین گنبد بے در ز کسی نہ کشودہ
اے مرد طرب خوش ہو آسودہ ہو افلاک و نجوم پر نگر غور عبث	باقی	بیہودہ جہان کی فکر سے خستہ نہو کس نے کہو ما ہے گنبد بے در کو
اے درد چرا بہ کج باغش جوئی من در رہ افتادہ چون نقش قدم	درد	وز بھرچہ در میان راغش جوئی از من جوئی اگر سر راغش جوئی
کس اسطے او سکا باغ میں جو یاں ہے اوسکی راہ میں ہو نقش قدم مجھے چھ	باقی	کس اسطے او سکا راغ میں جو یاں ہے تو جس کا جہا نہیں اپ راغ جو یاں ہے
اے درد ترا نہ ہمنشینے باید اکنوں کہ نشستہ درین کلبہ ترا	درد	نے یار و ندیم و نئے قرینے باید چشم و دل و اشک آئینے باید

باقی	کچھ دور سے مطلب نہ قرن ہے کام چشم و دل اشک ستین ہے کام	باقی	باقی تھکونہ ہم نشین ہے کام اس کلبہ میں بیٹھا ہی تو لب لباب تھکوں
درد	چون لالہ دام داغ و اغت دارد تہائی نا عجب فراغت دارد	درد	یک لحظہ اگر دہرہ باعث دارد بر صحبت رنگین کسان دل نہیم
باقی	لالہ ساعی باغ میں رکھتی ہے تہائی مجھے فراغ میں رکھتی ہے	باقی	گو تھکوں بہار باغ میں رکھتی ہے اس صحبت رنگین میں باز آیا ہوں
درد	خیر تہمت نام بر تو ای درویش بیشتر تو از میان گرفتار نشست	درد	بارہستی کہ دوش طاقت شکست اکنوں پر ضرور باعث مثل نکلین
باقی	خیر تہمت نام او حاصل ہی نہیں یہاں ہے نقش امیہ تو مانند نگین	باقی	بارہستی سے ہو سبکدوش کہیں باقی اب کیا ضرور رہنا تھکوں
درد	رنجے میرا زلفت و خواری ز تہوار تو از رہ انگسار سر بر پا دار	درد	اے مرد سید اگر از خلق آزار کز بر سر تو نہند پا مردم دہر
باقی	اس فلت و خواری کا کہی رنج نکر رکھ بخرے انکے پاؤں پر اپنا سر	باقی	مخلوق سے پہونچے تجھے آزار اگر گر سر پہ تیرے پاؤں کہیں مرچم ہر

اے درو زمر دمان اہل عرفان مارا مطلب بجز میان تصنیف	درد	از وضع کلام میتوان پاشان مانند معانی بہ کتابیم نہان
باقی جو ہے خواستگار اہل عرفان ہموگر وہو نہ تہا ہی تصنیف میں دہنو	باقی	لہتا ہی کلام ہی سے بر اسکا نشان معنی کی طرح کتاب میں ہر انہیان
ہر چند ہمہ پاؤ سر و اعضا یم اے درو زمانیکہ سخن سیکو یم	درد	لیکن آئیم کہ جملہ ناسیدائیم چون نغمہ ز ساز خود برو می آیم
ہر چند کہ ہم پاؤ سر و اعضا یم سنگام سخن ساز سے اپنے باہر	باقی	لیکن ہم وہ ہم کہ جملہ ناسیدائیم آتے ہیں بھکل مثال اک تھا یم
تا کہ بہ تلاش مال خواہی کوشید پوشیدن جامہ ہا مکر شدہ است	درد	باہر بد و نیک دہر خواہی کوشید اکنوں از خویش حیم باید پوشید
کبت تک یہ تلاش دولت سیم وزر سوار قبا عیسی تن ڈانکا ہے	باقی	کبت تک یہ بد و نیک صحبت کا اثر اب پانی سے آنکھ بند کرنا بہتر
چون آمدہ بعالم اسکان باش ایجا اے درو خود صلا ناما یمست	درد	دید ی کن در وضع جہا خند یا باش یک چند ویرین خانہ تو ہم جہاں باش



اس عالم امکان میں تا امکان رہ	باقی	اس وضع جهان کو دیکھو و خندان رہ
ہے یاں جو صلا عام سن اے باقی		تو بھی اس گہر میں کوئی دم جهان رہ
آنرا کہ دیرین باغ دلش یا قبر است	درد	پاداش عمل ہمیشہ مد نظر است
خود فضل جزائے خود شود روز جزا		چون تخم بدست شاخ آید شمر است
اس باغ میں انجام کی ہو جس کو خبر باقی		پاداش عمل کی فکر ہے مد نظر
فضل اپنی جزا کا آپ ہی روز جزا		ہاتھ آئے جو تخم شاخ کے ہو وہ شمر
آن دم کہ کشاید در بخشش غفار	درد	آید ہمہ اسرار نہان در اظہار
از راہ میقتے کہ دارد باما		مارا بجالاوست چشم دیدار
جب کہو لیگا دروازہ بخشش غفار	باقی	ہو جائیگا اسرار نہان کا اظہار
ہم سے جو وہ رکھتا ہے محبت کی راہ		ہے اس کے جمال ہی سے چشم دیدار
اے حاصل تو ز زندگانی مردن	درد	تا چند پئے حیات فانی مردن
اے غرہ وہم خود پرستی مردے		پیش از مردن اگر توانی مردن
حاصل تری زندگی کا آخر مرنا	باقی	کب تک ہو حیات ہو فایر مرنا
ای باقی خود پرستی ہی ہی		پہلے مرنے سے ہو سکے گر مرنا

خون جگر تہنوز خوردن قہیت از کشمش ہستی آفت بنیاد	درو	یعنی نفس چند شمر و ن باقیست معلوم نجات تا کہ مرو ن باقیست
ہے خون جگر ابھی تو پینا باقی اس کشمش بہت سی کیا ہوگی نجات	باقی	ہے جامہ حیات اب بھی سینا باقی مرتے ہیں کہان ابھی ہو جینا باقی
نے شاہی درو نے گدائی داریم نے نشہ نار ساو نے نالہ رستا	درو	نے ساز غنائے بے نوائی داریم فریاد و رست نار سانی داریم
شاہی ہے ہمیں نہ کچ گدائی ہو ہمیں ہے نشہ نار ساو ہے نالہ رستا	باقی	ہے ساز غنائے بے نوائی ہے ہمیں باقی فریاد و رست سانی ہے ہمیں
دروے کہ زمانہ کہ بدروش نرسد دریاب کیہ بایر ساندول را	درو	آسیب ز دست گرم و مروش نرسد جائیکہ رسیدگی بہ گردش نرسد
اس درو کے درو کو نہ پہونچا کوئی پہونچاتی ہے یاس اسکے دل کو مہجا	باقی	اُس کے دم سرو کو نہ پہونچا کوئی اوس جاکے لگرو کو نہ پہونچا کوئی
نے مال مرا بایوئے فرخ سپاہ ترک اسباب بہ ز جمع اسباب	درو	از قطع تعاقب بود خشت و جاہ کز دولت فکر ہر گداگر و دشاہ

دولت مجھے چاہیے نہ کیہ فوج و سپاہ بہتر اسباب سے ہی ترک اسباب	باقی	ہے قطع تعلق ہی مری خیمت و جاہ اس دولت فقر سے گدا ہو ہیں شاہ
گرم مردم محتاج ز غم می گریند وقتست کہ از دست زمانہ اکنون	درد	زان پشیر ارباب نعم می گریند چون ابر بہ اہل کرم می گریند
محتاج ہی کیا دکھا کے غم رو تے ہیں ہاتھوں سے زمانہ کے جہانیں پاتی	باقی	سب رو تے ہیں بان نہ ایک تم رو تے ہیں ہاں نہ حساب اہل کرم رو تے ہیں
در سر نہ ہو آمال و جاے دارم صاحب نظر تو جھی گریکند	درد	درو دل نہ غم زرو سپاہ دارم چون آئینہ چشم یک نگاہ دارم
ہرگز میں نہیں عطا رشہ کا محتاج صاحب نظر ایک دم توجہ جو کرے	باقی	دل میں نہیں فوج و سپاہ کا محتاج آئینہ صفت ہوں آنکھ کا محتاج
اے بیخبر اتفاق می باید کرد از وہم خود می نفاق خیز و غافل	درد	باہم و گرا اتفاق می باید کرد از خود گزرا اتفاق می باید کرد
اے بیخبر اتفاق کرنا ہے ضرور اس وہم خودی سے ہی نفاق ای غافل		باہم و گرا اتفاق کرنا ہے ضرور خود سے گزرا اتفاق کرنا ہے ضرور

اے کردہ تلف عمر گرانمایہ خویش از عالم غیب انچہ خواہی ورتست	درد	در صحبت ہر فقر و مر و درویش اے مغزن اسرار کہی اندیش
کرتا ہے تلف عمر کو کیوں اپنی آن جو عالم غیب میں ہو سب کچھ میں	باقی	صحبت میں فقر و نیک عبت لانا و اے مغزن اسرار لہی پہچان
صد حیف کہ جملہ دوستداران رفتند اکنوں من و ماندہ چہ سازم چہ کنم	درد	زین دشت تمام شہ سواران رفتند اے درو کجا این مہیاران رفتند
صد حیف تمام یار و لدار گئے واماندہ رہا ہے ایک باقی ناچار	باقی	جن جن کے اپنے دلوں پہاڑ گئے یار و یہ کہو کہاں یہ بیا رہ گئے
برہم چون گل ز دست اوراق خودیم از دست ہر انچہ درو بر راست ہمہ	درد	آتش زوہ شرارت چاق خودیم اے وائے کہ باین ہمہ شتاق خودیم
ابترین بزرگ گل سب اوراق اپنے ہم ہی سے ہے سب درو جو ہے ہمہ	باقی	ہم اپنے شراروں میں شتاق اپنے اے وائے کہ پہر آپ میں شتاق اپنے
چندے کہ معاش کامرانی کرویم اے درو کجا ز دست دشمن آید	درد	مناقل ز معاد زندگانی کرویم ما انچہ کہ خود ز ہربانی کرویم

کی خوب معاش کامرانی ہم نے دشمن بھی کہی نکر سکیگا باقی	باقی	بے فکر سعادہ زندگانی ہم نے اپنے پر جو کی ہے ہر بانی ہم نے
ہر جاز نے جنگ صدی شنویم گر چشم کشائیم تو مد نظری	درد	آہنگ ترا نام خدای شنویم درگوش نہیم ہم ترا می شنویم
ہر سمت سے جو صحت صد استہا ہوں جو دیکھتا ہوں مد نظر ہے تو ہی	باقی	آہنگ ترا نام خدا استہا ہوں جو استہا ہوں بس نام ترا استہا ہوں
برخاستہ گر زول شہود غیرت در خلق خدا بغیر خوش خلقی نیست	درد	سوئے ہند کس بعجز باشد بیرت خیرے کہ بود باعث ذکر خیرت
اُٹھ جائے جو یہ شہود مومہوم غیر خلق خوش سے خلق کیا بہتر	باقی	ہر سو ہو سچے بس عجز و حد کی سیر یہ خیرا سیا ہے جس سے ہو ذکر خیر
چہرے از چشم گفتگو ہا افکند چون برق و شرار سائی تلاش	درد	یاس آمد و ازول آرزو ہا افکند آتش در جان گفتگو ہا افکند
الجہن حیرت نے گفتگو میں ڈالی افسوس یہ نار سائی برق و شرار	باقی	یاس آئی تو خاک آرزو میں ڈالی آتش دل و جان حیتجو میں ڈالی

غزلت ای دور و دیر مسک دور است اجرائی طریقہات اگر منظور است	درو	در خاطر ارشاد اگر منظور است خود را شب و روز صرف یاران
غزلت باقی ہے مسک عقل سے دور اجرائی طریقہ شجہ کو گریب منظور	باقی	خاطر میں ہر ارشاد جو تیری منظور کر آج قصہ علیہ یاران شب و روز
فرقے نیو در میان تار کی و نور در آئینہ علم نمود است ظہور	درو	اے در و ندیدہ کہ در ویدہ کور بس ہستی ماکہ از عدم ممتاز است
اوس کو نہیں کچھ بھی فرق تار کی نور آئینہ علم میں کیا اس نے ظہور	باقی	و کیا ہا نہیں ہے اپنے مگر ویدہ کور یہ ہستی ہے اپنی جو عدم سے ممتاز
در باد تو اے سحاب گم خواہی شد در پر تو آفتاب گم خواہی شد	درو	در بحر تو اے سحاب گم خواہی شد اندک اے وزہ سعی دیگر کا خر
چلتے ہی ہوا سحاب تو گم ہوگا بکھلے گا جب آفتاب تو گم ہوگا	باقی	دریا میں بس اے سحاب گم ہوگا اے وزہ کوئی دم تو ہر پر تو میں
آزاد شدیم و دام پیدا کر دیں گم گرویدیم و نام پیدا کر دیں	درو	پختیم خیال خام پیدا کر دیں یعنے اے درو ہچو اعتقاد از خلق

حاصل ہے پختگی میں سودا اٹھام یعنی باقی جہان میں عتقا کی مثال	باقی	آزاد ہی سی ہے ہمارے حق میں کلام کم ہو کے کیا ہے ہمنے پیدا یہ نام
ہر گوشہ صد اکھید بیابان دارد گر عقدہ خاطر ت کشاید بینی	درد	ہر غنجہ بہشت خود گلستان دارد ہر قطرہ بہ جیب خویش طوفان دارد
ہر گوشہ میں اک شور بیابان بیان عقدہ دل کا کھلے تو کچھ آئے نظر	باقی	ہر غنجہ کی مٹھی میں گلستان بیان ہر قطرہ کی جیب میں ہی طوفان بیان
عمریت کہ وابستہ بہ تارِ نفسم معلوم نہ شد مرا ز فہم ناقص	درد	یعنی یہ شکنجہ ہوا و ہوسم یارب ز کجایم کجایم چہ کسم
ہر چند کہ قید ہی ہو لاہن ہم وابستہ رشتہ نفس ہیں لیکن	باقی	دل تنگ شکنجہ من واپس ہم آئے ہیں کہاں ہیں کہاں کیا ہم
امکان کہ سر سراسر است محبوب بغیب ہر چیز کہ پیدا است بہ ضد شوق پیدا	درد	شد محو کمالات و جوبی لاریب آوردہ شہادت ہمہ ایمان بالغیب
امکان کہ سر سراسر ہے محبوب بغیب جو چیز کہ پیدا ہے وہ پیدا ضد سے	باقی	ہے نحو کمالات و جوبی لاریب لائی ہے شہادت اور حق ایمان بالغیب

علمت کہ ہر چہ بہت بناید ازو غیر از تصنیف نیک و دیگر نہ ہوو	درد	ہر عقدہ کہ مشکل است بکشاید ازو کارے کہ پس از تو کار با آید ازو
یہ علم ہی سب چیز کو بتلاتا ہے تصنیف نیک کے سوا کیا ہی کام	باقی	ہر عقدہ مشکل اس کے کھلایا تا ہے جو کام کہ بعد سب کے کام آتا ہے
یارب جانے کہ جملہ بہت زاید یارب عملے کہ بر تو نزدیک کند	درد	یارب جس دے کہ کار طاعت آید یارب عملے کہ جز قوام نہ نماید
یارب وہ جان و جس میں بہت ہوو یارب وہ عمل و جس میں ہو تیری قریب	باقی	وہ جسم دے جس کار طاعت ہوو وہ علم دے جس سے تری قربت ہوو
گر قطرہ آبیم و گزدہ شدہ ایم محتاج کلام و چسیت محتاج اللہ	درد	نے صورت عجز نے تفاخر شدہ ایم پیمانہ عمر یم ز خود پر شدہ ایم
بین قطرہ آب ہون کہ باقی دہ ہون محتاج ہے کون کیاری محتاج اللہ	باقی	اس عجز و تفاخر کا میں کب در خود ہوں پیمانہ ہوں اپنی عمر کا میں خود پر ہوں
ہر چند بہ عمر و فضل ممتاز شوی یو بی نہ شنیدہ ز عرفان نا حال	درد	مشکل کہ بہ فقر نکلتے پرواز شوی مدت باید کہ واقف راز شوی



ہر چند تو علم و عقل میں ہے ممتاز عرفان کی کوہنہ میں ہی تجھ میں اتک	باقی	مشکل کہ فقیری میں ہو کتہ پرواز مدت باقی ہے تاکہ ہو واقف راز
گر دعویٰ ہستی ست بہتان است این اے حضرت انسان تجر انجام	درد	و شکوہ نیتی ست کفران است این خود را نشا ختی چہ عرفان است این
ہستی کا جو دعویٰ یہ وہ اک بہتان ہے اے حضرت انسان ہر حیرت انجام	باقی	گر شکوہ نیتی ہے بس کفران ہے خود ہی کو نہ پہچا نایہ کیا عرفان ہے
شو عاشقی و در خود طلبی پیدا کن خورشید ندارد دز کے جلوہ دریغ	درد	یعنی پئے وصلش سبب پیدا کن اے ذرہ برو تاب و تپ پیدا کن
عاشق ہے تو الفت کی طلب پیدا کر خورشید نہیں رکھتا ہی جلوہ دریغ	باقی	منظور جو ہو فضل سبب پیدا کر اے ذرہ تو پہلے تا تپ پیدا کر
پندار خزان ما بہار ہستی اعیا ہمد آئینہ وجود اند کہ کرد	درد	در نیتی است اعتبار ہستی در لیل عدم جلوہ تہا ہر ہستی
پیدا ہے خزان کے بیان بہار ہستی اعیان عدم میں ہو مرات وجود	باقی	ہے نیتی سب کی اعتبار ہستی جب جلوہ تھا ہو بہار ہستی

عالم که عدم بود نمیکرد نمود فیضی عامت گرفت و بر بردنه	درد	در ضمن وجود خویش دادی تو وجود کس لایق این عنایت خاص خود
عالم تنها عدم مین گم نمودار نه تنها اک فیض عام تھا دگر نه کوئی	باقی	جب تو ہی نہ تھا وجود اظہار نہ تھا اس خاص عنایت کا سزاوار نہ تھا
جوع و عطش است آب آتش فقرا دیدیم کہ اغنیا بے محتاج اند	درد	از فرش زمین ست فراش فقرا اسے درد معاش ست معاش فقرا
ہو ہوک اور سایہ آتش فقرا اسے ہی زیادہ اغنیا مین محتاج	باقی	اور فرش زمین کا ہو فراش فقرا کیا خوب معاش ہو معاش فقرا
در عشق نہ مرد خود پرستی باید اسے آنکہ پُری زیاد و دعویٰ چو حجاب	درد	وارستہ ز خویش دل بدستی باید البتہ ترا بخود شکستی باید
ہو مین خود پرست کب عشق پرست یہ باد غرور بے مین تجہ مین	باقی	وارستہ ہوا مین سے تو ہول ہست مانند حجاب تجہ کو لازم شکست
ای خیر از ہستی ہست مطلق کثرت نکند ترا پریشان چو شود	درد	نگرفتنہ از کتاب توحید سبق نصب العین تو معنی واحد حق

کیا جانتا ہے ہستی بہت مطلق کثرت سے پریشان ہوگا تو اگر	باقی	جس نے نہ لیا کتاب وحدت سبق نصب العینی ہے معنی واحد حق
ہر چند کہ ورت و صفارایابی گو سرطبیعی و الہی فہمی	درد	لیکن نتوان کہ مدعا رایابی ممکن نبود اینکه خدا رایابی
ہر چند کہ ورت او صفا کو بچھے گو سرطبیعی و الہی پایا	باقی	لیکن ہرگز نہ مدعا کو سمجھے ممکن یہ نہیں ہے کہ خدا کو سمجھے
اے بند عقل نیستی اگر عشق گفتم تو آنچه گفتم بود اکنون	درد	برتر بود از عقل ہے در کہ عشق خواہی رہ عقل گیر و خواہی رہ عشق
اے قیدی عقل تو نہیں اگر عشق کہنا تھا جو تجھ سے کہہ چکے ہم باقی	باقی	برتر ہے بہت عقل سے دیگر کہ عشق چاہی رہ عقل لے چاہی رہ عشق
اکنون من این گوشہ زندان جنون سودا کسے نمود زین پیش مرا	درد	آباد کنم خانہ ویران جنون شد زلف تو ام سلسلہ جنیان جنون
اب میں ہو ہر گز زندان جنون اتک سر میں نہ تھا کسی کا سودا	باقی	آباد کروں خانہ ویران جنون ہے زلف تری سلسلہ جنیان جنون

گرداغیہ محیط دار و سیلت چون قبلہ نما اگرچہ گرداغ نہ است	درو	خار و خس این دشت گیر و دلیست یا بد کہ بسوئے یار باشد میلست
گرداغیہ دریا کا تری میل کو ہے گو قبلہ نما کی طرح تجھ کو پہیرین	باقی	نقصان نہ خار سترے ذیل کو ہے دلدار کی جانب ہی تری میل کو ہے
اے درو اگر زاصل و فرغت شیرست ور آدم بود ز ریاتش نہان	درو	دریاب کہ تقصیل ہے اجمال درست در تخم چنان برگ و برگ مستترست
باقی جو ہر اصل و فرع سے تجھ کو خبر آدم میں تھی ذریات سیا کی نہان	باقی	تقصیل ہے اجمال میں آئی جو نظر مستور ہو جیسے غم میں برگ اور برگ
از عقل بمیدان جنون بایداخت عمریت کہ از خویش جدا می تازم	درو	وز عرصہ وہم خود برون بایداخت ہر چند ندانم آئیکہ چون بایداخت
میدان جنون کی دوڑ کیونکر چھوڑوں اپنے سے نکل کے دوڑتا ہوں لیکن	باقی	اس عرصہ سے باگ اپنی میں کیسے موڑوں آتا نہیں دوڑنا کہ کیونکر دوڑوں
در فقر نہ جاہ و نہ تجل باشد اے درو متاع خانہ درویشان	درو	نے فکر خزنہ بارنے جل باشد تسلیم درضا صبر و توکل باشد

باقی	نے آرزوئے جاہ و تاج ہے ہمیں باقی یہ متاعِ خانہ درویشی	نے بار نہ خر ہے نہ غمِ جُل ہے ہمیں تسلیم و رضا صبر و تحمل ہے ہمیں
درو	ہر چند زمین و آسمان می بینی اے نور نگاہ تو عباراتِ سلف	لیکن نہ شناسی کہ چسان می بینی چیزیکہ شنیدہ ہمان می بینی
باقی	تو گرچہ یہ سب ارض و سما دیکھتا ہے ہے تیری نگاہ میں عباراتِ سلف	اگر کہ نہیں کس طور سے کیا دیکھتا ہے ہے تو نے جو کچھ سنا ہی دیکھتا ہے
درو	اے درو نیالی تو صبوری ازوے دنیا چہ و عقبے چہ دینی اجر آست	بعدست بقرب ہم ضروری ازوے آنجہ ہم اگر توئی تو دوری ازوے
باقی	باقی کیا تو نہ پائیکا صبوری اُس سے کیا دنیا کیا عقبی دینی مجوری ہے	ہے قرب میں بعد ہی ضروری اُس سے اُس جا ہی اگر تو ہے دوری اُس سے
درو	سوئے اہل بسکہ سفر دم بدم است اے درو بکوش من صد گریبان	ہر دم پے قطع راہ میل قدم است بانگِ جرس روندگانِ عدم است
باقی	عازم سفر اجل کا ہے بیان ہر کس آواز نہیں دیتا ہے باقی گریبان	ہر دم پے قطع راہ ہے میل نفس یہ قافلہ عدم کا ہے بانگِ جرس

از بس ز جانی کسان سوخته ام یا دایام رفته مد نظر است	درو	خرمن خرمن ز حسرت اندوخته ام چون سوزن چشم بر قفا دوخته ام
اصحاب غم سے جان جاتی ہو جلی یا دایام رفته ہے مد نظر	باقی	حسرت نے لگائی جوٹ اکنے لے نئی سوزن کی طرح آنکھ تھاپ رہے لگی
چشم ست اگر ہنسیہ بیمار خود است حسن آئینہ جمال تو حید بود	درو	وز لطف پریشان سرو کار خود است ہر کس این جا بجان گرفتار خود است
آنکھوں کی طرح ہوا ہوں بیمار اپنا حسن آئینہ جمال وحدت ہے یہاں	باقی	ہے اپنے ہی ساتھ بس سرو کار اپنا ہر شخص ہے جان سے گرفتار اپنا
اے آنکھ تو ہر زشت و نکور ایابی آئینہ بہ برداری و معلوم تو نیست	درو	حیف است نہ آن جلوہ رور ایابی دل را در یاب تا کہ اورا یابی
کیا خوش ہوتا ہے خوب و خوار کو دیکھ آئینہ بغل میں رکھ کے کیوں غافل	باقی	بس چشم بطون سے جلوہ یار کو دیکھ پہلے دل دیکھ پھر تو دلدار کو دیکھ
آن ذات مقدس است ہر دم حاضر و ست من و امان رسول و انکس	درو	بر حال جہانیاں بہر جا ناظر در ہر دو جہان است محمد ناصر

<p>وہ ذات مقدس ہے جہاں میں حاضر باقی کا ہے ہاتھ اور دان سول</p>	<p>باقی</p>	<p>اور جملہ جہاں میں کا وہ ہے ناظر ہے دونوں جہاں میں ایک محمد نام</p>
<p>پوشیدہ نماں کہ رباعیات باریکات معرفت آیات حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ ہر قدر کہ از کتاب علم الکتاب تصنیف خواجہ میر بنظر این فانی البیاد گرد و ہاری پر شا و باقی در رسید و سرہ چشم آگاہی گردید آن جملہ را پر ایہ اردو پوشا نیدہ درج ساختہ و بر سار درد و باقی موسوم گردانیدم۔</p>		
<p>رباعیات فارسی مصنفہ حضرت باقی مرحوم متعلق بمضمون درد</p>		
<p>بے درد بود غافل و محو دنیا درد و درد واکہ درد و درد ہر نماں</p>	<p>باقی</p>	<p>با درد ہمیشہ میکند یا خدا دردش بجہاں ماند دل باقی را</p>
<p>آن درد کز زمانہ محزون گردید از سعی طیبیان نشدہ دفع عجب</p>	<p>ایضا</p>	<p>دل از اثر او ہمہ پر خون گردید اسے باقی دو آرد و دل چون گردید</p>
<p>این درد کہ شد واسطہ یا خدا اسے باقی تو درد را از دل مکنار</p>	<p>”</p>	<p>خواہم کہ نگردد و دل خلق جدا تا درد شود واسطہ یا خدا</p>

این درو نشد پسند عالم هر چند حیف است اگر درو پسندش نکند	باقی	ز و هست بدانت جهان رنج و گزند باقی که ز جان و دل بود و پسند
از درو شده ناله بر رخ برین اے باقی اگر خشم و قی می داری	"	درو درو ز دل خاسته صد آه خیرین این آه سرو ناله و رو به بین
هم ناله که عذاب میگردد و درو بر حالت خود بدلتیر باقیست	"	هم شعله ز التهاب میگردد و درو زان درو ز خویش باز میگردد و درو
والله عجب مرو خدا بود آن مرو از قطع تعلقش پیرس اے باقی	"	درو وحدت نیست مثل او جامع فرو بنگر که جدا جداست هر حرف درو
خند و درو محیط عالمی از اسرار بر گفته من اگر یقینست نه بود	"	چون ساحل داشت بحر فان بکنار اعداد محیط عالم و درو شمار ۲۰۸ ۲۰۸
تا پیداکشت درو او در جهانم هر کس از بهر درو در مان جوید	"	عالم گردید ز درو و من خندانم یارب چه کنم که درو شد و درانم
باقی تو چگونه راز وحدت فهمی از شرک تو مصل و معرفت و ملی	"	یا رتبه درو با فضیلت فهمی زان نور چه فهمی که تو ظلمت فهمی



باقی شناسی تو اگر فرع و اصل پیوستہ چوناں خویش با آن بے نام	باقی	وصلت حاصل شود بلا زحمت فصل از فیض جناب درویشانی وصل
<p>کلام اردو جناب حضرت باقی متعلقہ حضرت خواجہ میر درد رحمۃ اللہ علیہ</p>		
نخ تیرا ہوا ہے زرد باقی باقی تو ہے موصل دو حرنی	باقی	کیون ہر تیرا ہے آہ سرو باقی مقطوع ہے نام درد باقی
ہو گانہ کوئی موحد ایسا لیکنا ہے وہ قلب میں ہمیشہ	"	عرفان میں ہے درد و باقی ہے درد کا قلب درد باقی
شترنج جہان میں جو دیکھا پیر درد ہوا محیط عالم	"	باقی ہے برنگ زرد باقی اعداد چو جمع کرد باقی
اُس کو نہ جدا سمجھہ خدا سے وحدت کی صفا کی کیا خبر ہو	"	ہے مرو خدا یہ مرو باقی دل میں ہے ودی کی گرد باقی
<p>ہو جائیگا تجھ کو اصل سے وصل چاہے گا جو فیض درد باقی</p>		

## تاریخ اُرو و درو باقی

### مصنف باقی صاحب

باقی	اور ٹہیرے جناب درو میر و ساقی اُرو وین کیا ترجمہ با مشتاقی ہوش اپنانہ پائیکے کہی وہ باقی کمزور کیا زور کو بنکر ساقی	میں جانہ معرفت میں میں جب آیا تہا فارسی میں اون کا کلام موزون اس میکدہ میں بادہ کش آجائیں اگر تھے اون کے ریا عیاد و آتشہ می
------	--	--

اُس ترجمہ کی مینے جو پوچھی تاریخ  
باقی نے کہا حافظ ورو باقی  
۱۳۱۰ ہجری

## کُوالِ باقی

### رباعیات مصنف حضرت باقی صاحب

خوش مصرع لا اِلهَ الا الله خزان در منقبت و مدحت اهل بیتش	باقی	ثانیش محمد رسول الله و ان گردید رباعیات ما را عنوان
حمید تو چه خوانم که دهان دادنت دل را چه کنم سخفه که او آن تو بخت	"	وصف تو چگویم که زبان دادنت جان را چه کنم نذر که جان دادنت
اے مشرک میکنی تو این شرک چرا لیک را و تو بینی چه بشکل احوال	"	یکتا است خدا و توئی رویت ترا الله بود و ترو دُجِبُ الموتر
اندر روغت تو چه پوید باقی لولا که لما خلقت الافلاک هست	"	مضمون محاجت چه جوید باقی زین پیش چه یار که یگوید باقی
ظا هر شده اعجاز تو بر ارض و سما انگشت تو شق نموده مهر پیه فلک	"	افغان تو کرد و تریه پست و بالا دروست تو گرد یا شده سنگ خارا
تو نور حقیقی به محب از آمده مانند نظر به چشم عالم بودی	"	باز و توئی از ره دراز آمده گویم جهان ترا که باز آمده

باقی چہ کنی منقبت آل رسول زین پس چہ کنی وصف کہ کردست ز حق	باقی	ہستند بہ روح نبی جان بطول اندر حق شان آیہ تطہیر نزول
اے حضرت بو بکر زہے صدیقی ذات تو سر آصلوات ست و سلام	”	تو اکبر اصحاب نبی تحقیقی تو ثانی اثین نبی و بانقصدیقی
اے نام تو فاروقی عمر ابن الخطاب فرمود ترا شیر خور و پیغمبر	”	کردی تو فزون قوت دین از اصحاب زان را کے تو شد موافق و جی کتاب
اے آنکہ بنام حضرت عثمانی بیش از ہمہ قرابت و قرابت داری	”	داماد نبی مقرب یزدانی ذی النور نبی و ہم جامع القرانی
اے افسر با شمی علی شیر خدا در خیم غدیر خود نبی گفت ترا	”	در شان تو شد لحم لحمی زیبا من کنت مولاه علی مولا
آن عبد القادر کرامت احوال از شان ولایتش جهان آگاہ است	”	پرست بہ پیران جهان با جلال منظور شدش در و شد از ابدال
سید سلطان و خواجہ و شیخ فقیر اے مولانا جلیل محی الدینی	”	مقدم دولی پاوشہ و مہر ضمیر شد عرف تو و دشگیر و ستم در گیر

یارب تا کے زخویش غافل اری برگردان از جهان دل باقی را	باقی	تا چند بسوئے خلق مائل واری تا سسے دل دل کند بکن لاری
ہر روز کہ دفتر عمل بکشوم گو مشرف کار ہائے شاہی بودم	"	کم کردہ ثواب معصیت افزوم اقسوس حساب جرم خود نشوم
من پیرو حضرت فرید الدنیم بوسے دارم ز طبلہ توحید شش	"	مرشد شدہ عطار ز فقر اینم یا بادینم شمار یا بے دینم
من ہندوم در عشق بازان ہستم انکار ز وحدت خدایم چون نیست	"	خال رخ عشاق زایان ہستم کافر مشمر مرا خداوان ہستم
محبوب علی شاہ و کن شاہ من است یارب مکن آگاہ و شش از عدل	"	ابن آصف جاہ با شجاہ من است مصروف و عایش دل آگاہ من است
آسودہ دل آدم ز کوسے عطار از عشق دماغ دل معطر وارم	"	دارم نظر صدق بوسے عطار پر بہت شام من ز بوی عطار
من زلہ ربائے حضرت عطارم دوسے دارم ز ناوہ امیر شش	"	صد طبلہ مشک بہت اندریام منت نبود ز آہو کے ناتارم

سے بزم بود نہ سن یلانی باقی خار و خم و خلدہ ہستند خراب	باقی	نے جام و نہ شیشہ نہ ساقی باقی یک نشہ وحدت است باقی باقی
گرداب حیات موج دوریا ہمہ اوست اسرار حق عشق گز می پرستی	"	ساقی و شراب جام و نیلایا ہمہ اوست وامق غدرا و قیس و لیلایا ہمہ اوست
عکس خورشید بہ آب صد طرف نمود خود می فہمی کہ رفت ان عکس کجا	"	چون ظرف از ان شکست آن عکس نمود خود می دانی کہ عکس آن ظرف چہ بود
آثار وجود اوست در خلق پدید من سیکویم جواب باید فہمید	"	گر بہت بگوئی بہ نظر چون نہ رسید مردم در دیدہ بہت کی ویدید
اے خوشا باینگ حساب بہو باب بگزاردوی اگر چہل میدانی	"	کن خرچ ز فہم و سر و حد و ریاب جمع و باقی یکیت در گیر حساب ۱۱۳ ۱۱۳
ما دام کہ نیست بدنیا باقی فانیت ہمہ جہان اسباب جہان	"	ماند نہ ہمیشہ ہیچ اشیا باقی باقی ذات حق بہت الا باقی
جمعیت ما بہر پریشانی بہت انجائے امید زلیت نادانی بہت	"	آبادی ما برائے ویرانی بہت رو کر باقی ہمہ جہان فانی بہت

<p>نہ تاب و توان نہ زور بازو باشد باقی باشد کہ با او باشد</p>	باقی	<p>نہ جان و نہ تن نہ روئے و آبرو باشد ہست ہمہ نیت است اما باقی</p>
<p>تا بود ستانچہ در نظر با بود ست ہستی ہمہ غفلت تو و با بود ست</p>	"	<p>بود ہمہ را مدار بر بنا بود ست شد بود ز نابودی و تا بود ز بود</p>
<p>ہموارہ تو در نفس پرستی ہستی از روزاژل ہر انچہ ہستی ہستی</p>	"	<p>تا در ہوس وجود ہستی ہستی موجود شناسی و عدم در پیش است</p>
<p>انجام تو بود زابتدا ہم معلوم موجود و وجود او ست باقی معلوم</p>	"	<p>تا کہ بنعم وجود باشی مغموم را ز عدم و وجود گشت مغموم</p>
<p>تا چند بمانی تو سلامت باقی ہستی فانی کہ کرو نامت باقی</p>	"	<p>تا کہ گرد و فلک یکامت باقی ننگت باد ازین غلط فہمی ہا</p>
<p>کن فہم پس فنا خواہد شد حاشا اوراک از آشنا خواہد شد</p>	"	<p>عالم ہمہ غرقہ فنا خواہد شد زین باقی و فانی ازین بود نہ بود</p>
<p>رخسار و جبین و خط و خال خود را زین نقش فنا شکل مال خود را</p>	"	<p>ز نہار مبین عکس جمال خود را کز چشم بصیرت است باقی بشکر</p>

در کون و مکان از این دل هیچ گوی خود هیچ بدی و باز خواری شد هیچ	باقی	هیچ است همه کار جهان هیچ گوی اے هیچ مدان هیچ محوان هیچ گوی
احوال جهانیان بدیدیم بے اخلاق و محبت بدے باقی نیست	"	هر کس دل خود بسته هم فکر سوسے افسوس که نیست اندرین خانه کسے
جز نقص به هیچ مایه پیروی نیست بازار دل است یا که بازار جهان	"	سودا چکنم غیر زیان سود نیست از نقد مراد هر دو را بود نیست
ایوان رفیع و قصر گلشن چکنم رفتند و گذاشتند یاران همه را	"	در منزل بے ثبات مسکن چکنم آنان چه نمودند اندامن چکنم
گاہے بحصول مدعا شادم زین هر دو گویر نیست تازیت مرا	"	گاہے به وقوع یاس و غم ناشادم یا ناشادم درین جهان یا ناشادم
باقی نه من و نه تو به مانی باقی زین هستی نیستی تخیل وارم	"	خرواات خدا هیچ نه وانی باقی باقی فانیست غین فانی باقی
هستی و وجود است چون نقش بر آب باقی تو سرافراخته شکل حباب	"	هستند درین بحر حوادث گرداب از باد غرور یا اثرات خانه خراب



از دانه شدم ریشه و در ریشه شجر باقی از خامی من بود تفسیر باقی	دز شاخ شدم برگ گل و غنچه شمر چون نچته شدم دانه شدم بار و گمر
در دیو حرم مقام منزل تا چند از خود بطلب اگر خدایا طلبی	فکر اسلام و کفر ای دل تا چند تا چند در از خویش غافل تا چند
این ساعت بسین که تو داری ایار هر لحظه ترا بے خبر آگاه کند	آگاه کند چونیک بینی هر بار هر ساعت عمر را غنیمت بشمار
داری بهمه وقت چو ساعت و پیش زان عمر که باقیست شود کم هر دم	بنگر ز مال خویش ای دو در اندیش دانی تو ز غفلت که شود عمرم بیش
میداری ساعت فرنگی در بر ای باقی وقت را غنیمت بشمر	می بینی بیرون وقت کارش اکثر از عمر تو هر دقیقه کم شد بنگر
در عالم فانیت ترا پیش سفر نمی زاد و نه را حله باز و نه فر	همراه تو آید نه برادر نه سیر غیر از عمل تو بهمانیت دگر
جز آن بوقت سوز و ساز و نیست هیسات مرا بر پنج اندوه فراق	جز ناله مرا بچ هم آواز نیست غیر از دل من رفیق جان باز نیست

متراض ریاضت نکند بے سبب اے من طلبے جد کہ قول عربیت	باقی	بیدار بغیر مطلبے نیست شب مارا بنود بغیر وحدت طلبے
زاہد بہ نماز است برائے جنت ماراحت دل بکوی او میخوایم	"	عابد بہ نیاز دور ہوائے جنت زنہار نہ باشیم گدائے جنت
غیر صد سالہ ام شدہ جلد خراب صانع شدہ سی سال طفلی و شباب	"	پنجاہ از ان گزشتہ شب خواب در پیری بست رفت باقی چہ حساب
حیوانست بہ فیض خویش بہتر از من حسم تو بخورد و نوش غافل ہمہ عمر	"	گاؤ بزومیش داوہ شیر و روغن بعد مرون غذای زناغ است و زغن
اے بیچ چہ کردہ تو گواستانی صا و نقد از تو کار خیر باقی	"	در فعل نکو مہیدہ پدر از حیوانی دام بہ تن آسانی خودی مانی
ہر چند نگاہ جستجو ہر سودید آن کس کہ کشاد چشم باطن باقی	"	از دیدہ ظاہری کجا آن رو دید اورا با خویش و خویش بابا او دید
یا رب چہ بگویم کہ کرم کن بر من من از تو طلب نمی کنم و دیگر چیز	"	خودی بخشی گناہ گارم کرم کن لطیفہ فرما کہ من نہ مانم در من

هر قطره شود منبع آب حیوان بجز فضل تو گر بیاید و رجوش	باقی	هر دزه شود مشرق نور ایمان هر مهر تو گر برگردد رخشان
کام دل ناکام تو میدانی تو آن جوهر جان چیست نمی دانم هیچ	"	آغاز هر انجام تو میدانی تو این معنی ابهام تو میدانی تو
جان از تو دلم از تو بدین هم ازت هستی مانند بوی باغ هستی	"	شاخ و گل و غنچه و چین هم ازت آب و رنگ رخ زمین هم ازت
دنیا را عاقبت مبارک باشد جز عرفان نیست عارفان را هوک	"	زاهد را عاقبت مبارک باشد مارا این معرفت مبارک باشد
منوم مشو اگر وفات باشد چون باعث وصل حق حیات باشد	"	از رحمت او به بین نجات باشد این مردن مایه از حیات باشد
و آن جلسه عیش با بشام و گراست این مسکن انیت که تو می بینی	"	کیفیت بزم ناز جام و گراست آنجا ز برای مقام و گراست
هر چند صبا به شوق بک تو رود بے راه روی بود چنین راه روی	"	گو چرخ ز سر به آرزوی تو رود ن تواند کس براه کوی تو رود

<p>بے شبه غلام او بجا نم باقی ز انسان که بدم بنده هجا نم باقی</p>	<p>بای</p>	<p>بے بنده اینم و نه آ نم باقی در شیوه طاعتم نه یابی فرقی</p>	<p>بای</p>
<p>از خویش خدا را بچد ایافته ام از کعبه و دیر ما سو یافته ام</p>	<p>از کعبه</p>	<p>خود را گم کرده ام خدا یافته ام شیخ و راهب نیافتندش تبلاش</p>	<p>از کعبه</p>
<p>جز او نبود امید یاری خویش از پافتادم زگران باری خویش</p>	<p>از پافتادم</p>	<p>بے حکیم فکر بسکساری خویش بار و دوشتم سرم شدت آیاران</p>	<p>از کعبه</p>
<p>وز و سوسه هر دو جهان کا نیت من آن تو ام به این من کا نیت</p>	<p>من آن تو ام</p>	<p>از کن مکن کون مکان کا نیت آنی تو که از آن تو این دانند</p>	<p>از کعبه</p>
<p>چون عکس نه آینه جداست و نیت چون بوبه گل و غنچه با هست و نیت</p>	<p>چون بوبه گل</p>	<p>دانشه با طلاق خداست و نیت آگاه کسی نگشت از هستی او</p>	<p>از کعبه</p>
<p>در جسم چو داوری تو الله الله خوش ما دی و هر سری تو الله الله</p>	<p>خوش ما دی</p>	<p>اے دل چه دلاوری تو الله الله انسان را امید ہی تو قرب رحمان</p>	<p>از کعبه</p>
<p>چون ناله بجان خبر نه کردی رفتی در قصه و لم کنز نکردی رفتی</p>	<p>چون ناله بجان</p>	<p>چون آه عبث اثر نکردی رفتی مثل برق آمدی و رفتی افوس</p>	<p>از کعبه</p>

در لبت ما کافرو دینداری کیست گر چشم بطون است برین و خدا را	باقی	سر رشته سحر تار تار یک کیست گو دیده و و هست یک دیدار کیست
جان را محبوس تن نکردی چه شدی امکان و وجوب را بدینسان با هم	ر	زین گونه ستم بمن نکردی چه شدی آن خالق ذو المنن نکردی چه شدی
اے راه روان مرا سفر در وطن است این رمز ندانی تو که جاہل هستی	”	هم خلوت من بلام در انجمن است کیفیت این هر دو چو بنو چمن است
دروش زبائے دل دو ابو و دو و قتی که طیب من خدا بود خدا	”	بیماری عشق هم شفا بود شفا عینی و میحیش کجا بود کجا
یا هو یا هو بخوان به ذکر یا هو در قرآن است کل شیء بالک	”	پندار تو جمله ما سوار اما هو این کون و مکان فنا شود الا هو
چون مهر اگر جلوه نمائی چه عجب کس نا دروت بخلق عالم به ظهور	”	روشن کنی همه خدائی چه عجب نام تو خداست که خودائی چه عجب
دل رفت و خبر نداد و لدار کجاست اندر ره دیو و کعبه هستم بخار	”	مقصود و مراد جان این ناز کجا اے یار ره خانه خار کجاست

ثابت نشد اینکے قصد سیار کجاست این جملہ عبث و وادوی میسازند	باقی	منزل کہ آسمان دوار کجاست کس را خبر سے نیست کہ آن یار کجاست
ز آغوش من زار چو جانان برخاست وز دیده زار جوش عمان برخاست	"	صد ناله حشر از دل ہم حسان برخاست برخاست نوا و ہزار طوفان برخاست
بیرون زمکانت مکان من و تو جز کالبد خاک کہ خاکش بر سر	"	بے نام و نشانست نشان من و تو دیگر چه حجابست میان من و تو
فرمود تو بخود ہی شربت چه دہم کردم چه سوال وصل با آن عیار	"	واری دل یسوز کجاست چه دہم گفتا کہ تو من شدی جوابت چه دہم
باقی دل کم کردہ خود باز نیافت ہر چند تلاش کرو در غصہ و ہر	"	مشلش یک شنائے جان باز نیافت ہزار چین شریک ات باز نیافت
بشنو تو نہ گوش ہوش میدارم یاد از دست جفاے چرخ نیلی افوس	"	آن تخت سلیمان کہ رفتی برباد زو نام و نشان نیست چنان شد برباد
تا کے نامم ز خویش بیرون فریاد یار ب غیر از تو نیست فریاد رسمی	"	تا چند ز غم دلم شود خون فریاد فریاد و دست جو گردون فریاد

اے یار تصور تو چونی چکنم گویند عیانی و نہانی لیکن	باقی	حیرانم وصف بے چکونی چکنم نے بیرونی نہ اندرونی چکنم
اَوّل آن شوخ درر بود از من دل کارول بود صبر کردن باقی	"	پس گفت بہ ہجر صبر را کن حاصل بیدل چکنم صبر بہین شد مشکل
طنبور و چنانہ و رباب چنگ است از پردہ ساز گو برون می آید	"	بنگر کہ بسا تنگ درین نیزنگ است ہر نغمہ جدا مگر ز یک آہنگ است
گر دید چنان دھرت و کثرت ہماو کو نام وضع و حیثیت ہست جدا	"	من میگویم مثال آن زمزمہ تو در اصل نہ گل کوزہ و جامت و سکو
خود لبر و خود دل است اللہ اللہ باکس نہ توافی است اورانہ تضاد	"	خود کوزہ و خود گل است اللہ اللہ خود بر خیز خود منزل است اللہ اللہ
جانم زول و دیدہ و رآفت اُفتاد از چشم نظارہ باز خود می گریم	"	آن انچہ کہ دید این بجایش نہاد ہم از دل والہ خودم در فریاد
از گرمی عشق چند سازی تو قرار استقلال تو کی میامی کرد	"	پیہودہ بباد خود را ز نہار سیماب صفت دمی بشوق قائم ناز

چون نیست بدل حب خدا یزاهد بگزار همه مکر و ریا اے زاهد	باقی	این صوم و صلات اچھا اے زاهد واللہ باللہ تاکجا اے زاهد
اے ملا اگر تراست علم منقول گر معرفت خدا نداری واللہ	"	اوقات مکن صرف بہ بحث معقول این علم و فضیلت تو بود فضول
شد خلق جہان تمام ماشاء اللہ نقد پریشش چنان کامل بود	"	ہم پیدا صبح و شام ماشاء اللہ گر ویدہ ظہور عام ماشاء اللہ
اے خافل و بے خبر زیاد خدا امروز چہ تحصیل نمودی اینجا	"	ہیچ است ہمہ جہان و ہمہ مافیہا واری بدل امید مراد فردا
جان رفته و خاک خستہ این تن گزید جز حسن عمل نرفته ہمراہ کے	"	یافنی خرابیم دل من گزید بیگانہ بیگانہ دوست دشمن گزید
این خلعت اگر کم نقد کر من از خلعت خانہ خدا گشتہ عطا	"	وین زیوریش قیمت علیہا حیف است مگویم اگر سلنا
بر شخص ازان سوریست اینجا شد حسن عمل کشاد باب چنت	"	افعال بد و نیک گزیدت اینجا قفل است آتجا مکر کلید است اینجا



تا چند غریبی چهل مانیم افسوس	باقی	افتاده به ورطه گمانیم افسوس
صرف و تجو بیاں و مقول همه		وانیم مگر هیچ ندانیم افسوس
چون طائر آشیان فرشتن به جواز	"	جایافته ام نموده ام که پرواز
هر سو که کنم نگاه مجرست محیط		نادم به همان مقام میگروم باز
اے بار خدا تو ما من و لمجائے	"	دورم منگن زخود به بے پروائے
هر سو خده بحر ما سوائے تو محیط		چون مرغ جواز کم نیایم جائے
گر می پرستی که چون نه مروی پس من	"	من چون میهم که هست مشکل مروی
جانم بنیان خدست زیر قدرت		موت آرد و برگشت که خالی ابدن
هند و اند که باز آیم به جهان	"	مسلم گوید و گرنیاید انسان
هر کس که شلاز جهان نیاید خبرش		اینست یقین دان پناست گمان
زین وار به برونف مبارک باشد	"	این مژده سیمت مبارک باشد
جانان را یافتم ز فیضت امرگ		این جان بخشی منت مبارک باشد
او هست و جو هستی ما بالشد	"	خبر در که او کجا بود جاپا بالشد
در خلق منقوتست اینجانه قیام		لا حول ولا قوت الا بالشد

دروہا میر مختتم گو باشم یا مسلم پاک یا کہ ہندو باشم	باقی	یا آنکہ چودرویش دعا گو باشم لعنت ہر من اگر بغیر او باشم
ما شویں می دویم انشا اللہ ما صورت موجب ز دریا بکنار	"	ورایش می رویم انشا اللہ واصل ہم می خویم انشا اللہ
از جائے کہ آدم اینجا سے پار زین راز خود آگهی چیرسی ازما	"	لا بد کہ ہمان جا برویم آخر کار تحصیل حاصل ست این استفسار
غفار بخشش ترا سپردم پشت چہ کرام کا تین بر خواند	"	بے باک ز در و زخیزان می مانم یکسر سپید ست نامہ مصیبت نام
ہر چند بے گناہ گارم یارب تو ارحم الراحمین عالم ہستی	"	از کردہ خویش شرمسارم یارب از رحمت تو امیدوارم یارب
کارم نبود چون و چرا یا اللہ مشغول بہ ذکر و زول میگویم	"	در یاد تو ام صبح و سہا یا اللہ اللہ اللہ بار ہا یا اللہ
اے فیض تو کردہ نام ہارا نامی باقی را کن عطا حلال و اکرام	"	زیاست بتولیت فیض عامی حقا کہ تو ذوالجلال والا کرامی

اسم باقی بیاب در برابر شیار برده دهنه ضرب قسمتش ساز بهشت	باقی	شش چند عدد شش کن و افزا یک باقی بر یاد دهنه زن و سه بقا
باقی اسمیت چون از اسمای خدا ز آب کوثر بشوز زبان را تو نخست	"	اسم مدعی از حفظ کنی هست روا آنگاه بگیر نام این باقی را
باقی که نیاز شیوه عجز آیین است از چشم هکس مبین خلافت آیین	"	در خلق خدا عاقل و بس مسکین است بگر به حساب جا باقی پائین است
جهانمان که زول گزشت و دول باقی است رویش همه جا اورفت و بوصل رفیقان شد مسدود تا صبح نشور	"	در سینه دلم بشکل سیل باقی است سرگرم فنا آن کس باد نگشته ضلالت باقی است صده او یلا
این یکصد و سیزده رباعی بگر کام تو همه بر آید اندر عالم	"	از باقی هم عدد بدان و بشمر اسم باقی فانی تو کنی و رواگر

تمت بالحقیر



دلم بررب

۱۹۱۵ و ۵۵۱

(ب ۱۱ د ب)

DUE DATE

۳۲۳/۷۷

Ram Babu Saksena Collection.

۷۲۲۱ ۸۹۱۵۰۰۱

(ب. ۱۱۰۰)

۷۲۲۱

Date	No.	Date	No.